الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللّٰہ
وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللّٰہ

نوافل کے احکام

ابوحسان محمد عنصر خان عطاری مدنی عفی عنہ

الانتساب

میں اپنی اس ادنی سی کاوش کو دنیائے کائنات کی اس عظیم ہستی کے نام کرتا ہوں جنہیں لوگ امیرِ اہلسنت(دامت برکاتھم العالیہ) کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔اور اپنےاساتذہ ووالدین کے نام،کہ جن کی دعاؤں،محنتوں اور کوششوں کی بدولت میں اس قابل ہواکہ آج کچھ لکھ سکا۔

اللہ عزوجل کی بارگاہِ عالی میں میری دعا ہے کہ وہ میرے مرشد،اساتذہ اور والدین کو عمرِدراز بالخیر عطافرمائے اور ان کا سایۂ عاطفت مجھ پر تادیر قائم فرمائے۔اٰمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر یہ کرم اور عنایتِ عظیمہ ہے کہ جب کوئی اپنے سر کو اپنے مالک و مولا کی بارگاہ میں جھکاتا ہے اور اپنے رب تبارک وتعالیٰ کا قرب چاہتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عنایتوں اور رحمتوں کی چھما چھم بارش ہونا شروع ہو جاتی ہے ایک حدیث قدسی میں جسے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا، فرمایا گیا:

قال النبي صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى أنا عند ظن عبدي بي و أنا معه إذا ذكرني فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي وإن ذكرني في ملأ ذكرته في ملأ خير منهم وإن تقرب إلي بشبر تقربت إليه ذراعا وإن تقرب إلي ذراعا تقربت إليه باعا وإن أتاني يمشي أتيته هرولة

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو میرے متعلق وہ رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے جماعت میں یاد کرے تو میں بھی اسے جماعت میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہو تو میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک گز قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔[1]

بندہ اپنے خالق ومالک کا قرب کیسے حاصل کرتا ہے اسے جاننا بہت ضروری ہے اور پھر جب انسان یہ جان کر ان کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس پر کیا کیا لطف و کرم ہوتے ہیں آیئے حدیث قدسی کی روشنی میں اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ "صحیح بخاری "میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ قَالَ مَنْ عَادى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا

---

[1]:۔۔۔(صحیح بخاری:کتاب التوحید: باب فی قول اللہ تعالیٰ {وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ} حدیث ۲۳۰۳)

وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے گا تو میں اس کو لڑائی کا چیلنج دیتا ہوں اور میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعے میری قربت چاہتا ہے ان میں سب سے زیادہ فرائض مجھے محبوب ہیں اور نوافل کے ذریعے بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں اور میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اس کو ضرور دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دوں گا اور میں کسی چیز میں تردد نہیں کرتا جس کو میں کرنا چاہتا ہوں جتنا تردد کرتا ہوں مومن کی جان کے بارے میں وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے برائی میں پڑنے کو ناپسند کرتا ہوں۔[2]

شارح بخاری حضرت علامہ شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی حدیث پاک کے اس حصہ **"ولا یزال عبدی"** کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ فرائض کی کماحقہ ادائیگی کے بعد نوافل کی ادائیگی کرتا ہے یہ مطلب نہیں کہ فرائض چھوڑے اور نوافل ادا کرے پھر بھی محبوب ہوگا۔ اس لئے کہ جو فرائض چھوڑے گا فاسق ہوگا محبوب کیسے ہوگا نوافل چونکہ بندہ اپنی طرف سے بخوشی ادا کرتا ہے اس لئے نوافل ادا کرنے والا محبت کا مستحق ہوا اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص خدمت پر نوکر ہے جس کی تنخواہ لیتا ہے اور متعلقہ خدمت کے سوا کچھ انجام نہیں دیتا وہ مشاہرے کا ضرور مستحق ہے اور وہ ایک اچھا نوکر بھی کہلائے گا مگر دوسرا نوکر متعلقہ خدمات کے علاوہ مزید اپنی خوشی سے دوسری خدمات بھی انجام دیتا ہے یقیناً مالک اس دوسرے نوکر سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ محبت کرے گا۔

چند سطور کے بعد مزید فرماتے ہیں:

[2]:۔۔(صحیح بخاری: کتاب الرقاق: الباب التواضع: حدیث ۶۰۲۱)

یہ حدیث متشابہات سے ہے اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے کہ اللہ عزوجل جسم اور جسمانیت سے منزہ ہے پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ اس کا تحقیقی جواب وہی ہے کہ حقیقی مراد کو اللہ عزوجل جانے یا اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں" یہ ارشاد خدا ہے اور حق ہے اور یہی ہمارا ایمان، تاہم علماء نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں۔۔۔امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورہ کہف کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قوت سماعت اتنی قوی کردیتا ہے کہ بلند وپست، نزدیک ودور کی آوازیں سنتا ہے اور اس کی آنکھ میں اتنی نورانیت پیدا فرمادیتا ہے کہ قریب وبعید کی سب چیزیں دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ میں اتنی قوت پیدا فرمادیتا ہے کہ نرم اور سخت ہموار اور پہاڑ اور دور و نزدیک میں تصرف کرتا ہے ان کی ایمان افروز اصل عبارت یہ ہے:

"وَكَذَالِكَ العبيد اذا واظب على الطاعات بلغ الى المقام الذى يقول اللّٰه كنت له سمعًا و بصرًا فاذا اصار نور جلال اللّٰه سمعاله سمع القريب و البعيد و اذا اصار ذالك النور بصرًا له راى القريب و البعيد و اذا اصار ذالك النور يدًا له قدر على التصرف فى الصعب و السهل و البعيد و القريب"

اور ایسے ہی بندہ جب طاعات کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہتا ہے تو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ پس جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کا کان ہو جاتا ہے تو نزدیک کی بات سنتا ہے اور دور کی بھی۔ اور جب وہ نور اس کے لئے آنکھ ہو جاتا ہے تو قریب کی چیز بھی دیکھتا ہے اور دور کی بھی اور جب وہ نور اس کے لئے ہو جاتا ہے تو وہ سخت زمین میں بھی تصرف کی قدرت رکھے گا اور نرم زمین میں بھی اور قریب پر اور دور بھی۔[3]

بندہ مومن کے ہاتھوں کی قوت:

ملکہ سبا "بلقیس" کا تختِ شاہی اَسّی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا، یہ سونے چاندی اور طرح طرح کے جواہرات اور موتیوں سے آراستہ تھا، جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے قاصد اور اُس کے ہدایا و تحائف کو ٹھکرا دیا اور اُس کو یہ حکم نامہ بھیجا کہ وہ مسلمان ہو کر میرے دربار میں حاضر ہو جائے تو آپ کے دل میں

[3]:۔۔۔(نزهة القارى:كتاب الرقاق:باب التوضع:ص670)

یہ خواہش پیدا ہوئی کہ بلقیس کے یہاں آنے سے پہلے ہی اُس کا تخت میرے دربار میں آجائے چنانچہ آپ نے اپنے دربار میں درباریوں سے یہ فرمایا:

قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ۝قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ۝

ترجمۂ کنزالایمان: سلیمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔[4]

جن کا بیان سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سے بھی جلد وہ تخت میرے دربار میں آجائے۔ یہ سن کر آپ کے وزیر حضرت "آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسم اعظم جانتے تھے اور ایک باکرامت ولی تھے۔ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَؕ

ترجمہ کنزالایمان:۔اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔[5]

چنانچہ حضرت آصف بن برخیا نے روحانی قوت سے بلقیس کے تخت کو ملک سبا سے بیت المقدس تک حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں کھینچ لیا اور وہ تخت زمین کے نیچے نیچے چل کر لمحہ بھر میں ایک دم حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے قریب نمودار ہو گیا۔ تخت کو دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کہا:۔

---

[4]:۔۔(پ19،النمل:38،39)
[5]:(پ19،النمل:40)

هٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ ۖ۟ لِیَبۡلُوَنِیۡۤ ءَاَشۡکُرُ اَمۡ اَکۡفُرُ ؕ وَ مَنۡ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیۡ غَنِیٌّ کَرِیۡمٌ

ترجمۂ کنزالایمان:۔یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔[6]

اس قرآنی واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو بڑی بڑی روحانی طاقت و قوت عطا فرماتا ہے۔ دیکھ لیجئے حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پلک جھپکنے بھر کی مدت میں تخت بلقیس کو ملک سبا سے دربار سلیمان میں حاضر کر دیا۔ اور خود اپنی جگہ سے ہلے بھی نہیں۔اسی طرح بہت سے اولیاء کرام نے سینکڑوں میل کی دوری سے آدمیوں اور جانوروں کو لمحہ بھر میں بلالیا ہے۔ یہ سب اولیاء کی اُس روحانی طاقت کا کرشمہ ہے جو خداوند قدوس اپنے ولیوں کو عطا فرماتا ہے اس لئے کبھی ہرگز اولیاء کرام کو اپنے جیسا نہ خیال کرنا اور نہ اُن کے اعضاء کی طاقتوں کو عام انسانوں کی طاقتوں پر قیاس کرنا۔ کہاں عوام اور کہاں اولیاء۔ اولیاء کرام کو اپنے جیسا سمجھ لینا یہ گمراہی کا سرچشمہ ہے۔

بہرحال خلاصہ کلام یہ ہے کہ اولیاء کرام کو عام انسانوں کی طرح نہیں سمجھنا چاہے بلکہ یہ عقیدہ رکھ کر اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم کرنی چاہے کہ ان لوگوں پر خداوند کریم کا خاص فضل عظیم ہے اور یہ لوگ بے پناہ روحانی طاقتوں کے بادشاہ بلکہ شہنشاہ ہیں۔ یہ لوگ اللہ عزوجل کے حکم سے بڑی بڑی بلائیں اور مصیبتیں ٹال سکتے ہیں اور ان کی قبروں کا بھی ادب رکھنا لازم ہے کہ اولیاء کی قبروں پر فیوض و برکات خداوندی کی بارش ہوتی رہتی ہے اور جو عقیدت و محبت سے ان کی قبروں کی زیارت کرتا ہے وہ ضرور ان بزرگوں کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوا کرتا ہے۔ اس زمانے میں فرقہ وہابیہ اولیاء کرام کی بے ادبی کرتا رہتا ہے۔ میں اپنے سنی بھائیوں کو یہ نصیحت و وصیت کرتا ہوں کہ ان گمراہوں سے ہمیشہ دور رہیں۔ اور ان لوگوں کے ظاہری سادہ لباسوں اور وضو و نمازوں سے فریب نہ کھائیں کہ ان لوگوں کے دل بہت گندے ہیں اور یہ لوگ نورِ ایمان کی تجلّیوں سے محروم ہو چکے ہیں۔(معاذاللہ منهم)

---

[6]:۔۔(پ19،النمل:40)

بندۂ مؤمن کی قوت نطق، سماعت وبصارت:

امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند کی سرزمین میں جہاد کے لیے روانہ فرمادیا۔آپ جہاد میں مصروف تھے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے ناگہاں یہ ارشاد فرمایا کہ یَاسَارِیَۃُ الْجَبَل (یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کرلو) حاضرین مسجد حیران رہ گئے کہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سرزمین نہاوند میں مصروف جہاد ہیں اور مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر ہیں۔آج امیر المؤمنین نے انہیں کیونکر اور کیسے پکارا؟ لیکن نہاوند سے جب حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد آیا تو اس نے یہ خبر دی کہ میدان جنگ میں جب کفار سے مقابلہ ہوا تو ہم کو شکست ہونے لگی اتنے میں ناگہاں ایک چیخنے والے کی آواز آئی جو چلاچلا کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے ساریہ! تم پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کرلو۔ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز ہے، یہ کہا اور فوراً ہی انہوں نے اپنے لشکر کو پہاڑ کی طرف پشت کرکے صف بندی کا حکم دیا اور اس کے بعد جو ہمارے لشکر کی کفار سے ٹکر ہوئی تو ایک دم اچانک جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا اور دم زدن میں اسلامی لشکر نے کفار کی فوجوں کو روند ڈالا اور عساکر اسلامیہ کے قاہرانہ حملوں کی تاب نہ لاکر کفار کا لشکر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلا اور افواج اسلام نے فتح مبین کا پرچم لہرادیا۔[7]

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کرامت سے چند باتیں معلوم ہوئیں جو طالب حق کے لیے روشنی کا مینارہ ہیں۔

{1} یہ کہ حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے سپہ سالار دونوں صاحب کرامت ہیں کیونکہ مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر آواز کو پہنچادینا یہ امیر المؤمنین کی کرامت ہے اور سینکڑوں میل کی دوری سے کسی آواز کو سن لینا یہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے۔

{2} یہ کہ امیر المؤمنین نے مدینہ طیبہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر نہاوند کے میدان جنگ اور اس کے احوال وکیفیات کو دیکھ لیا اور پھر عساکر اسلامیہ کی مشکلات کا حل بھی منبر پر کھڑے کھڑے لشکر کے سپہ سالار کو بتادیا۔اس

---

[7] :--- (تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، عمرالفاروق، فصل فی کراماتہ، ص۹۹ ملتقطاًوحجۃ اللہ علی العالمین،الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ،المطلب الثالث فی ذکرجملۃ جمیلۃ...الخ،ص۶۱۲ ملخصاً)

سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے کان اور آنکھ اور ان کی سمع وبصر کی طاقتوں کو عام انسانوں کے کان وآنکھ اور ان کی قوتوں پر ہر گز ہر گز قیاس نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ ایمان رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے کان اور آنکھ کو عام انسانوں سے بہت ہی زیادہ طاقت عطافرمائی ہے اور ان کی آنکھوں، کانوں اور دوسرے اعضاء کی طاقت اس قدر بے مثل اور بے مثال ہے اور ان سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام پاتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔

{3} حدیث مذکور بالا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت ہوا پر بھی تھی اور ہوا بھی ان کے کنٹرول میں تھی اس لئے کہ آوازوں کو دوسروں کے کانوں تک پہنچانا در حقیقت ہوا کا کام ہے کہ ہوا کے تموج ہی سے آوازیں لوگوں کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا کر سنائی دیا کرتی ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب چاہا اپنے قریب والوں کو اپنی آواز سنادی اور جب چاہا تو سینکڑوں میل دور والوں کو بھی سنادی، اس لئے کہ ہوا آپ کے زیر فرمان تھی، جہاں تک آپ نے چاہا ہوا سے آواز پہنچانے کا کام لے لیا۔

مذکورہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ جب اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے قرب کی برکتیں پالیتا ہے تو اس کی سماعت وبصارت اور قوت نطق میں وہ کمال آجاتا ہے جو عام آدمی کے پاس نہیں ہوتا۔اب سوال یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب کیسے ملتا ہے تو اس کے لئے اوپر ذکر کردہ حدیث قدسی کو سامنا رکھ کر بندے کو چاہیے کہ وہ فرائض کی پابندی کرے اور پھر نفل عبادات بجالا کر قرب الٰہی کی برکتیں لوٹنا شروع کردے۔یہ بدیہی بات ہے کہ کسی کام کو کرنے کے لئے ابتداءًاس کام کی طرف دل کا مائل ہونا اور پھر اس کا طریقہ کار معلوم ہونا اور اس میں جو غلطیاں ہوسکتی ہیں انہیں پہچاننا ضروری ہے تاکہ احسن انداز میں اسے بجالانا ممکن ہو۔ان تینوں کاموں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو تحریر کیا گیا ہے ابتداءًاسلاف کا انداز عبادت،دوسرے نمبر پر نوافل کے فضائل اور ادائیگی کا طریقہ اور آخر میں نوافل کے مختلف احکام بیان کیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل پر استقامت اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی محبت عطافرمائے۔امین بجاہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سیدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

پہلا باب:

{...اسلاف کی عبادات...}

سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحِبِ معطر پسینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فِرِشتہ میری قَبْر پر مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سُننے کی طاقت عطافرمائی ہے، پس قِیامت تک جو کوئی مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اُس کا اور اُسکے باپ کا نام پیش کرتا ہے۔ کہتا ہے، فُلاں بن فُلاں نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر دُرُودِ پاک پڑھا ہے۔[8]

اللّٰھمَّ صل علیٰ سیّدنا ومولانا محمد معدن

الجود والکرم واٰله وبارک وسلّم

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادات، اِک جھلک:

ہمارے آقا و عالم کے داتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود بے شمار مشاغل کے اتنے بڑے عبادت گزار تھے کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی مقدس زندگیوں میں اسکی مثال ملنی دشوار ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تمام انبیاءِ سابقین کے بارے میں صحیح طور پر یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ان کا طریقۂ عبادت کیا تھا؟ اوران کے کون کون سے اوقات عبادتوں کے لئے مخصوص تھے تمام انبیاء کرام کی امتوں میں یہ فخر وشرف صرف حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے آقا ومولا، رسول خدا عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

8:---(مجمع الزوائد ج ۱۰ :ص ۲۵۱ : حدیث ۱۷۲۹۱)

عبادات کے تمام طریقوں،ان کے اوقات وکیفیات غرض اس کے ایک ایک جزئیہ کو محفوظ رکھا۔گھروں کے اندر اور رات کی تاریکیوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواور جس قدر عبادتیں فرماتے انہیں ازواجِ مطہرات نے دیکھ کر یادرکھااور ساری امت کو بتادیااور گھر کے باہر کی عبادتوں کو حضراتِ صحابہ علیہم الرضوان نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر اپنے ذہنوں میں محفوظ کرلیااور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قیام وقعود،رکوع وسجود اور ان کی کمیات وکیفیات،اذکار اور دعاؤں کے بعینہٖ الفاظ، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات اور خشوع وخضوع کی کیفیات کو بھی اپنی یاداشت کے خزانوں میں محفوظ کرلیا۔

پھر امت کے سامنے ان عبادتوں کااس قدر چرچا کیا کہ نہ صرف کتابوں کے اوراق میں وہ محفوظ ہو کر رہ گئیں بلکہ امت کے ایک ایک فرد، یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین کو بھی ان کا علم ہو گیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادات کاایک اجمالی خاکہ حسبِ ذیل ہے۔

اعلانِ نبوت سے قبل بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غارِ حراء میں قیام ومراقبہ اور ذکر وفکر کے طور پر خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے، نزولِ وحی کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز کا طریقہ بھی بتایا گیا پھر شب معراج میں نمازِ پنجگانہ فرض ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازِ پنجگانہ کے علاوہ نمازِ اشراق، نمازِ چاشت، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الاوّبین وغیرہ سنن ونوافل بھی ادافرماتے۔راتوں کواُٹھ اُٹھ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے تمام عمر نمازِ تہجد کے پابند رہے،راتوں کے نوافل کے بارے میں مختلف روایات ہیں، بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازِ عشاء کے بعد کچھ دیر تک اُٹھ کر نماز پڑھتے پھر سو جاتے اور پھر اُٹھ کر نماز پڑھتے، غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی کبھی دو تہائی رات گزر جانے کے بعد بیدار ہوئے اور پھر ساری رات بستر پر ٹیک نہ لگاتے اور لمبی لمبی سورتیں نمازوں میں پڑھا کرتے کبھی رکوع وسجود طویل ہوتا تو کبھی قیام طویل ہوتا، کبھی چھ تو کبھی آٹھ رکعت، کبھی اس سے کم تو کبھی زیادہ،اخیر عمر شریف میں کچھ رکعتیں کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر ادا فرماتے ،نمازِ وتر تہجد کے ساتھ ادا فرماتے،رمضان شریف خصوصاً آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت

بہت زیادہ بڑھ جاتی،آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری رات بیدار رہتے اور اپنی ازواجِ مطہرات سے بے تعلق ہو جاتے تھے۔

اُمّ المؤمنین، حضرتِ سیدہ عائشہ صدیقہ، طیبہ، طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو اُٹھ کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدمین شریفین سوج گئے، میں نے عرض کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں اللہ عزوجل کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''[9]

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شوقِ عبادت:

"ابنِ ابی شیبہ" اور "دار قطنی" "سالم بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے فرمایا کرتے تھے آؤ میرے ساتھ عبادت میں مشغول رہو حتی کہ صبح ہو جائے۔[10]

صدیق وفارق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عبادت کا انداز:

حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

" أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج ليلة فإذا هو بأبي بكر رضي الله عنه يصلي يخفض من صوته قال ومر بعمر بن الخطاب وهو يصلي رافعا صوته قال فلما اجتمعا عند النبي صلى الله عليه وسلم قال يا أبا بكر مررت بک وأنت تصلي تخفض صوتک قال قد أسمعت من ناجيت يا رسول الله قال وقال لعمر مررت بک وأنت تصلي رافعا صوتک قال فقال يا رسول الله أوقظ الوسنان وأطرد الشيطان زاد الحسن في حديثه فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا أبا بكر ارفع من صوتک شيا وقال لعمر اخفض من صوتک شيا۔"

---

[9]:۔۔(صحیح بخاری:کتاب التهجد: باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الحدیث ۱۱۳۰)
[10]:۔۔۔(تاریخ الخلفاء،ص۱۳۸)

نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک رات کو نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ پست آواز سے قرأت کر رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ بلند آواز سے قرأت کر رہے ہیں جب یہ دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا اے ابو بکر ! میں جب تمہارے پاس سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ تم پست آواز سے قرأت کر رہے تھے (اس کی کیا وجہ ہے) ؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں اس کو سناتا تھا جو سر گوشی کو بھی سن لیتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے عمر ! جب میں تمہارے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ تم بلند آواز سے قرأت کر رہے ہو (بتاو اس کی کیا وجہ تھی) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں سونے والے کو جگاتا تھا اور شیطان کو بھگاتا تھا حسن کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر تم اپنی آواز تھوڑی بلند کرو اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے عمر تم اپنی آواز تھوڑی پست کرو۔[11]

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز عبادت:

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ان کے والدِ ماجد حضرتِ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ رات کو اُٹھ کر نمازیں ادا فرماتے، اس کے بعد جب رات کا آخری وقت آجاتا تو اپنے گھر والوں کو بیدار کر کے فرماتے کہ نماز پڑھو۔ پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرماتے:

{وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَیْهَا لَا نَسْــٴَـلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى}

[11]:۔۔۔(سنن ابوداؤد: باب رفع الصوت بالقرأۃ فی صلٰوۃ اللیل ج ۱ ؛ص ۱۸۸ ۔۔۔ مرأۃ المناجیح: ج ۲ ؛ص ۲۳۵ ۔۔۔ کشف المحجوب: ص ۱۰۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بَھلا پرہیزگاری کے لئے۔[12]،[13]

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز عبادت :

حضرتِ سیدنا عبدالرحمن تیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مجھے ایک بار مقامِ ابراہیم پر رات ہو گئی، میں عشاء کی نماز ادا کر کے وہاں پہنچا یہاں تک کہ میں اس میں کھڑا ہوا تو اتنے میں ایک شخص نے میرے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا، میں نے دیکھا تو وہ امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کچھ دیر بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ الفاتحہ سے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ پورا قرآن مجید ختم کر لیا پھر رکوع و سجود کر کے نماز ختم کی اور اپنے جوتے لے کر چل دیئے۔[14]

حضرتِ سیدنا محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"جب حضرتِ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے ارادے سے دشمنوں نے گھر کو گھیرا ہوا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بھی اس سے بے نیاز تھے کہ لوگ انہیں شہید کر دیں۔۔ یا۔۔ چھوڑ دیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات عبادت کرتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔"[15]

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز عبادت :

---

[12]:۔۔۔(پ۱۶،طٰہٰ:۱۳۲)
[13]:۔۔۔(مؤطاامام مالک:ج۱:ص۱۲۳ حدیث۲۶۵)
[14]:۔۔۔(اللہ والواں کی باتیں:ج1؛ص۱۴۱)
[15]:۔۔۔(اللہ ولواں کی باتیں:ج1؛ص۱۴)

حضرت سیدنا صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''میرے سامنے حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم کے اوصاف بیان کرو''۔

حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے معاف نہ رکھیں گے؟ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ تم ان کے اوصاف بیان کرو۔حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کی: ''کیا مجھے اس سے عافیت نہ دیں گے؟ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ تمہیں ان کے اوصاف ضرور بیان کرنا ہوں گے۔حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اچھا! اگر آپ ان کے اوصاف سننا ہی چاہتے ہیں تو سنئے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم کے علم و عرفان کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملہ میں اور اس کے دین کی حمایت میں مضبوط ارادے رکھتے، فیصلہ کن بات کرتے اور انتہائی عدل وانصاف سے کام لیتے، ان کی ذات منبعِ علم وحکمت تھی، جب کلام کرتے تو دہنِ مبارک سے حکمت ودانائی کے پھول جھڑتے، دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے، رات کے اندھیروں میں (عبادت الٰہی عزوجل) سے انہیں سرور حاصل ہوتا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ رونے والے، دور اندیش اور غمزدہ تھے، اپنے نفس کا محاسبہ کرتے، کھردرا اور موٹا لباس پسند فرماتے اور موٹی روٹی تناول فرماتے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ان کا رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک ان سے کلام کرتے ہوئے ڈرتا تھا، حالانکہ جب ہم ان کے پاس جاتے تو وہ خود ملنے میں پہل کرتے اور جب ہم سوال کرتے تو جواب دیتے، اور ہماری دعوت قبول فرماتے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ان کا رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ ہم ان کے انتہائی قریب ہونے کے باوجود ان کے سامنے کلام کی جرأت نہ رکھتے۔جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکراتے تو دندانِ مبارک ایسے معلوم ہوتے جیسے موتیوں کی لڑی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دینداروں کی تعظیم کرتے، مسکینوں سے محبت کرتے، کسی طاقتور یا صاحب ثروت کو اس کی

باطل آرزو میں امید نہ دلاتے، کوئی بھی کمزور شخص آپ کی عدالت سے مایوس نہ ہوتا بلکہ اسے امید ہوتی کہ مجھے یہاں انصاف ضرور ملے گا۔

اللہ عزوجل کی قسم! میں نے انہیں دیکھا کہ جب رات اپنے پر پھیلا دیتی، تو آپ اپنی داڑھی مبارک کو پکڑ کر زار و قطار روتے اور زخمی شخص کی طرح تڑپتے۔ میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے دنیا! کیا تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے یا ابھی بھی تو مجھ پر مشتاق ہے؟ اے دھوکے باز دنیا! جا، تو کسی اور کو دھوکہ دے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں اب رجوع ہر گز نہیں۔ تیری عمر بہت کم ہے اور تیری آسائشیں اور نعمتیں انتہائی حقیر ہیں، لیکن تیرے نقصانات بہت زیادہ ہیں، ہائے! سفرِ (آخرت) بہت طویل ہے، زادِ راہ بہت قلیل اور راستہ انتہائی خطرناک اور پُر پیچ ہے۔

یہ سن کر حضرت سیدنا امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور وہاں موجود لوگ بھی زار و قطار رونے لگے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل ابو الحسن حضرت سیدنا علی المرتضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم پر رحم فرمائے، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔

پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اے ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ان (کی جدائی کا غم) تم پر کیسا ہے؟ عرض کی: "اس عورت کے غم کی طرح جس کی گود میں اس کے بچے کو ذبح کر دیا گیا ہو۔" جس طرح اس عورت کے آنسو نہیں تھمتے اور نہ ہی غم کم ہوتا ہے۔ اسی طرح میری بھی ایسی ہی حالت ہے۔[16]

سیِّدُنا اَبُو دَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شوقِ عبادت

جب آفتابِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی جلوہ نمائیوں سے حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رضی اللہ

[16]:---(عیون الحکایات: ج ۱: ص ۳۴۴)

تعالیٰ عنہ کے دل کی تاریکیاں جگمگ ہونے لگیں۔ تو دل کی دنیا میں ایک مدنی انقلاب برپا ہو گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جھولی میں عبادت، ریاضت، راہِ خدا میں سفر، تلاوتِ قرآنِ مجید اور سجدوں کی کثرت کے ساتھ ساتھ علم و تقویٰ کا بے شمار خزانہ جمع کرنے کا پختہ عزم فرما لیا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے حصول کے لئے شب و روز ایک کر دیا۔ چنانچہ،

شوقِ عبادت میں ترکِ تجارت:

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مصروف تاجر (Business man) تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں عبادت و ریاضت کا شوق پیدا ہوا تو ان دونوں چیزوں کو ایک ساتھ لے کر چلنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کچھ مشکل ہو گیا۔ چنانچہ، بغیر کسی تردد کے تجارت کو خیر آباد کہہ کر اپنا سارا کاروبار (Business) ترک کر دیا۔ اور اس کا سبب یہ مدنی سوچ بنی کہ مجھے علمِ دین سیکھنا ہے۔ پس اس جذبے نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کاروبار ترک کرنے پر آمادہ کیا اور بغیر کسی تردّد کے آپ نے کاروبار چھوڑ دیا اور عبادت و ریاضت اور علم دین سیکھنے میں مصروفِ عمل ہو گئے۔ چنانچہ،

ایک بار حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافع رنج و مَلال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت ہوئی اس وقت میں تجارت کیا کرتا تھا۔ میں نے کوشش کی کہ میری تجارت بھی باقی رہے اور میں عبادت بھی کرتا رہوں لیکن ایسا نہ ہو سکا اور بالآخر میں تجارت کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ابو دَرْدَاء کی جان ہے! اگر مسجد کے دروازہ پر میری دکان ہو اور اس سے روزانہ چالیس دینار کما کر راہِ خدا میں صدقہ کروں اور میری نمازوں میں بھی خلل واقع نہ ہو تو پھر بھی میں تجارت کرنا پسند نہیں کروں گا۔'' کسی نے عرض کی: ''اے ابو دَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ تجارت کو اس قدر ناپسند کیوں جانتے ہیں؟'' فرمایا: ''حساب کی شدّت کے خوف کی وجہ سے۔''[17]

قرآن اور نماز کا شیدائی:

[17]:---(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم 5464 عویمر بن زید، ج 47، ص 108)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مجاہدات اور عبادات کا ذکر کرتے ہوئے شمعِ رسالت کے دو پروانوں کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ ہم رسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلَّم کے ساتھ کسی غزوہ میں گئے، واپسی پر ہم پہاڑی علاقے سے گزرے اور رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلَّم نے وہاں قیام کا حکم فرمایا۔ سب صحابہ کرام علیہم الرضوان آرام کی خاطر وہاں ٹھہر گئے، اللہ عزوجل کے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج رات تم میں سے کون پہرہ دے گا؟'' ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے اور عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلَّم! یہ سعادت ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں، ہمیں قبول فرمالیجئے۔''

چنانچہ وہ دونوں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت پاکر پہرہ دینے کے لئے تیار ہوگئے، دونوں نے مشورہ کیا اور انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ہم ایسا کرتے ہیں کہ آدھی رات ہم میں سے ایک پہرہ دے گا اور دوسرا سوجائے گا پھر بقیہ آدھی رات دوسرا پہرہ دے گا اور پہلا سوجائے گا، انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''آپ آرام فرمائیں، میں جاگتا ہوں پھر آپ پہرہ دینا پس مہاجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرمانے لگے اور انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہرہ دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے نماز پڑھنا شروع کردی اور '' سورہ کہف'' کی قراءَت کرنے لگے۔ دشمنوں کی طرف سے ایک شخص آیا اور اس نے پہاڑی پر چڑھ کر دیکھا تو اسے ایک شخص نماز پڑھتا ہوا دکھائی دیا، اس نے کمان پر تیر چڑھایا اور نشانہ باندھ کر اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تیر چلادیا تیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں پیوست ہوگیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی حرکت نہ کی اور نماز میں مشغول رہے اس ظالم نے دوسرا تیر مارا، وہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسمِ اقدس میں اتر گیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز نہ توڑی پھر اس نے تیسرا تیر مارا، وہ بھی سیدھا آیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کرتا ہوا جسم میں پیوست ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکوع و سجود کئے اور نماز مکمل کرنے کے بعد اپنے رفیق کو جگایا۔

جب اس کافر نے دیکھا کہ یہاں یہ اکیلا نہیں بلکہ اس کے رفقاء بھی قریب ہی موجود ہیں تو وہ فوراً بھاگ گیا۔ مہاجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رفیق کی یہ حالت دیکھی تو جلدی جلدی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم سے تیر نکالے اور پوچھا: ''جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دشمن نے حملہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟'' اس پر قرآن و نماز کے شیدائی اس انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ''میں نے نماز میں ایک سورت شروع کی ہوئی تھی میں نے یہ گوارا نہ کیا کہ سورت کو ادھورا چھوڑ کر نماز توڑ ڈالوں، خدا عزوجل کی قسم! اگر مجھے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہرے کی ذمہ داری نہ دی ہوتی تو میں اپنی جان دے دیتا لیکن سورت کو ضرور مکمل کرتا لیکن مجھے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہرہ دینے کا حکم فرمایا تھا اس لئے میری ذمہ داری تھی کہ اس کو احسن طریقے سے سرانجام دوں۔ جب میں نے دیکھا کہ میں بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہوں تو اسی احساس ذمہ داری کی وجہ سے نماز کو مختصر کر دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جگا دیا تاکہ دشمن مزید حملہ نہ کر سکے۔[18]

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اندازِ عبادت:

ہمارے امامِ اعظم سیِّدُنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رَمضانُ المبارک میں اِکسٹھ بار قرآنِ کریم خَتْم کیا کرتے۔ تیس دن میں، تیس رات میں اور ایک تراویح میں نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پَینتالیس 45 برس عشاء کے وُضُو سے نمازِ فجر ادا فرمائی۔[19]

ایک روایت کے مطابق امامِ اعظم علیہ رَحمَۃُ اللہِ الاکرم نے زندگی میں 55 حج کئے اور جس مکان میں وفات پائی اُس میں سات ہزار بار قرآنِ مجید خَتْم فرمائے تھے۔[20]

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

---

[18]:---(عیون الحکایات، ج ۱: ص ۳۴)
[19]:---(بہارِ شریعت حصہ ۴: ص ۳۷)
[20]:---(عقود الجمان: ص ۲۲۱)

امام الائمہ سیّدُنا امامِ اعظم (ابو حنیفہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس برس کامل ہر رات ایک رکعت میں قرآنِ کریم خَتْم کیا ہے۔[21]

امام محمد بن محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی "**احیاء العلوم**" کی جلد 1 ص 95 پر لکھتے ہیں:

حضرت سیدنا حماد بن ابو سلیمان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ساری رات عبادت کیا کرتے تھے۔ مروی ہے کہ ابتدائی زندگی میں امامِ اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نصف شب (یعنی آدھی رات) عبادت کرتے تھے، ایک دن کہیں جارہے تھے کہ ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف اشارہ کرکے دوسرے سے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو پوری رات عبادت کرتا ہے۔ اس دن کے بعد پھر امامِ اعظم علیہ رحمۃ الاکرم نے تمام رات عبادت کرنے شروع کردیا اور فرمایا کہ مجھے اللہ عَزَّوَجَل سے حیاآتی ہے کہ میں اس قدر عبادت نہ کروں جس قدر لوگ میرے متعلق بیان کریں۔[22]

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انداز عبادت:

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کررکھا تھا: ایک تہائی علم کے لئے، ایک تہائی عبادت کے لئے اور ایک تہائی آرام کے لئے۔[23]

حافظ ابو نعیم احمد اصبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "**حلیۃ الاولیاء**" میں لکھتے ہیں کہ "ربیع بن سلیمان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان کے نوافل میں ساٹھ مرتبہ قرآنِ کریم ختم کرتے تھے، عام ایام میں وہ رات کے تین حصے کرتے، پہلے حصہ میں تصنیف وتالیف کا کام کرتے دوسرے میں نوافل پڑھتے اور تیسرے حصہ میں نیند کیا کرتے تھے۔

---

[21]:۔۔(فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ:ج۷:ص۴۷۶)
[22]:۔۔۔(احیاء العلوم:ج ۱؛ص۹۵)
[23]:۔۔۔(احیاء العلوم:ج ۱؛ص۱۰۰)

مزید لکھتے ہیں:

''ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عمدہ کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ کہتے ہیں کہ ان کی نماز مسلم بن خالد کی نماز کی طرح تھی اور ان کی نماز عبداللہ بن جریج کی نماز کے مماثل تھی اور مسلم بن جریج کی نماز عطاء کی نماز سے اور عطاء کی نماز عبداللہ بن زبیر سے اور عبداللہ بن زبیر کی نماز ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جبرائیل امین علیہ السلام کی نماز کے مشابہ تھی۔[24]

غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا انداز عبادت:

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابو الفتح ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چالیس سال تک خدمت کی، اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور آپ کا معمول تھا کہ جب بے وضو ہوتے تھے تو اسی وقت وضو فرما کر دو رکعت نمازِ نفل پڑھ لیتے تھے۔[25]

پندرہ سال تک ہر رات میں ختم قرآن مجید:

حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پندرہ سال تک رات بھر میں ایک قرآنِ پاک ختم کرتے رہے۔[26] اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزا یک ہزار رکعت نفل ادا فرماتے تھے۔[27]

---

[24]:---(حلیۃ الاولیاء:ج۹،ص۱۳۵)
[25]:--(بہجۃ الاسرار،ذکر طریقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،ص۱۶۴)
[26]:---(بہجۃ الاسرار،ذکر فصول من کلامہ...الخ،ص۱۱۸)
[27]:---(تفریح الخاطر،ص:۳۶)

رَمَضان کا چاند:

ایک مرتبہ رَمَضان شریف کے چاند کے بارے میں کچھ اختِلاف پیدا ہو گیا، بعض لوگ کہتے تھے کہ رات کو چاند ہو گیا۔ بعض کہتے تھے، نہیں ہوا۔ حُضور غوثِ اعظم علیہ رَحمَۃُ اللہِ الاکرم کی والِدہ ماجِدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھا نے ارشاد فرمایا: " میرا یہ بچّہ (یعنی غوثِ اعظم علیہ رَحمَۃُ اللہِ الاکرم) جب سے پیدا ہوا ہے۔ رَمَضان شریف کے دنوں میں سارا دن دُودھ نہیں پیتا۔ اور آج بھی چُونکہ عبدُالقادِر علیہ رَحمَۃُ اللہِ الظّاھِر نے دودھ نہیں پیا۔ اس لیے غالِباً رات کو چاند ہو گیا ہے۔ چُنانچِہ پھر تحقیق کرنے پر ثابت ہوا کہ چاند ہو گیا ہے۔[28]

گرمیوں کا روزہ:

حَجّاج بن یوسُف ایک مرتبہ دَورانِ سفرِ حج مکّہ معظمہ و مدینہ منوَّرہ زادھُمَا اللہُ شَرَفًاوَّ تعظِیْماً کے درمیان ایک منزِل میں اُترا اور دوپہر کا کھانا تیّار کروایا اور اپنے حاجِب (یعنی چوبدار) سے کہا کہ کسی مہمان کو لے آؤ۔ حاجِب خَیمہ سے باہر نِکلا تو اُسے ایک اَعرابی لیٹا ہوا نظر آیا، اِس نے اُسے جگایا اور کہا، چلو تمہیں امیر حجّاج بُلا رہے ہیں۔ اَعرابی آیا تو حجّاج نے کہا، میری دعوت قَبول کرو اور ہاتھ دھو کر میرے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ جاؤ۔ اَعرابی بولا: مُعاف فرمائیے! آپ کی دعوت سے پہلے میں آپ سے بہتر ایک کریم کی دعوت قَبول کر چکا ہوں۔ حجّاج نے کہا، وہ کس کی؟ وہ بولا: اللہ تعالیٰ کی جس نے مجھے روزہ رکھنے کی دعوت دی اور میں روزہ رکھ چکا ہوں۔ حجّاج نے کہا، اتنی سخت گرمی میں روزہ؟ اَعرابی نے کہا، ہاں! قِیامت کی سخت ترین گرمی سے بچنے کیلئے۔ حجّاج نے کہا، آج کھانا کھالو اور یہ روزہ کل رکھ لینا۔ اَعرابی بولا، کیا آپ اِس بات کی ضَمانت دیتے ہیں کہ میں کل تک زندہ رہوں گا! حجّاج نے کہا یہ بات تو نہیں۔ اَعرابی بولا، تو پھر وہ بات بھی نہیں۔ یہ کہا اور چل دیا۔[29]

---

[28]:--- (بَھْجَۃُ الْاَسْرار ص ۱۷۲)
[29]:--- (رَوضُ الرِّیاحِین ص ۲۱۲)

دوسراباب:

{...نوافل کے فضائل وترکیب...}

...صلوۃ اللیل...

اللہ تبارک وتعالیٰ کا سورۂ مزمل میں ارشاد پاک ہے:

{اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیۡلِ هِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِیۡلًا}

ترجمہ: بے شک رات کو اُٹھنا نفس کو روند کے رکھ دیتا ہے اور تلاوت اعلیٰ طریقے سے ہوتی ہے۔[30]

رات میں بعد نمازِ عشاء جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلوٰۃُ اللَّیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔ چنانچہ، "**صحیح مسلم** "شریف میں ہے: سیّدُ المُبَلِّغین، رَحمۃٌ لِّلۡعٰلمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "**أفضل الصلاۃ بعد الصلاۃ المکتوبۃ الصلاۃ فی جوف اللیل** "فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔[31]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کے اس جزء کے تحت لکھتے ہیں:

"**فیہ دلیل لما اتفق العلماء علیہ ان تطوع اللیل افضل من تطوع النہار**" اس میں دلیل ہے اس بات پر جس میں علماء متفق ہیں کہ رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔[32]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

---

[30]:۔۔(المزمل:٦)

[31] :۔۔ (صَحِیح مُسلِم،باب فضل صوم المحرم:ص٤٣١: حدیث٢٧٥٥...جامع ترمذی:ابواب الصلوٰۃ:باب ماجاء فی فضل صلاۃ اللیل:ج١ :ص٢١٠:حدیث٤٢١)

[32]:۔۔۔(شرح مسلم)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَه

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، وہ فرماتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں اور کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اس کو عطاء کروں اور کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں؟[33]

حضرتِ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنْ اللَّيْلِ فَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنْ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا "عبداللہ کیا ہی اچھا آدمی ہے کاش! وہ رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتا، اس کے بعد وہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔[34]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَقِيلَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَثْبَتُّ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ "جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف امڈ پڑے، ہر طرف آواز گونج رہی تھی: اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگئے، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگئے، اللہ کے رسوال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگئے، میں بھی لوگوں میں آیا تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھوں، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو نگاہ بھر کر دیکھا تو

---

[33]:---(الصحیح البخاری حدیث رقم: ۱۱۴۵،۶۳۲۱، الصحیح المسلم حدیث رقم ۱۷۷۲، سنن ابی داؤد حدیث رقم: ۴۷۳۳، جامع الترمذی حدیث رقم: ۳۴۹۸)

[34]:---(الصحیح البخاری: فصل فی قیام اللیل: حدیث رقم: ۱۱۲۲، مسلم حدیث رقم: ۶۳۷۰، ابن ماجه حدیث رقم: ۳۹۱۹)

میں سمجھ گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے، سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو بات فرمائی یہ تھی؛اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، غریبوں کو کھانا کھلاؤ، اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔[35]

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**اَقربُ مایکون الرّبُّ من العبد فی جوف اللیل الآخر فان استطعت ان تکون ممن یذکر اللّٰہ فی تلک الساعۃ فکن**" بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب رات کے پچھلے حصے میں ہوتا ہے اگر ہو سکے تو ان لوگوں میں سے ہو جاجو اس لمحے میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔[36]

...تہجد...

صلوٰۃُ اللَّیل کی ایک قسم تَہَجُّد ہے کہ عشا کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تَہَجُّد نہیں۔ چنانچہ، اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے تہجد کی جو تعریف بیان کی ہے وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

نماز تہجد کا وقت:

نماز تہجد وہ نفل کہ بعد فرض عشاء قدرے سو کر طلوع فجر سے پہلے پڑھے جائیں، "طبرانی" حجاج بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، "**انما تھجّد المرء یصلی الصلٰوۃ بعد رقدۃ**" قدرے سو کر آدمی جو نماز ادا کرے اسے تہجد کہا جاتا ہے۔"[37]

{تَهَجُّد اور رات میں نَماز پڑھنے کا ثواب}

---

[35]:---(الصحیح البخاری؛حدیث رقم؛۱۱۴۰،الصحیح المسلم:رقم حدیث؛۱۷۲۷)

[36]:---(جامع الترمذی؛رقم حدیث ۳۵۷۹)

[37]:---(فتاویٰ رضویہ:ج۷؛۴۰۹ رضافاؤنڈیشن)

پارہ 21 سورۃ السّجدہ آیت نمبر 16 اور 17 میں ارشاد پاک ہے:

{تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ}

ترجمۂ کنزالایمان: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے سے کچھ خیرات کرتے ہیں تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔

{تہجد گزار کے لئے جنت کے عالی شان بالاخانے}

نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انّ فی الجنۃ غرفا یری ظاھرھا من باطنھا من ظاھرھا اعدھا اللہ لمن الان الکلام اطعم الطعام وتابع الصیام وصلی باللیل والناس نیام" بے شک جنت میں ایسے دریچے ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دیکھا جاتا ہے یہ اللہ نے ان کے لئے بنائے ہیں جو بات نرم کریں اور کھانا کھلائیں اور متواتر روزے رکھیں اور جب لوگ سوتے ہوں تو رات میں نماز پڑھیں۔[38]

پڑھنے کی ترکیب:...

[38]:---(مشکوۃ المصابیح: کتاب الصلوۃ: باب التحریض علی قیام اللیل: ج ۱: ص ۱۱۲، حدیث ۱۱۶۳)

کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں کہ اگر کسی نے وضو کر کے صرف دو رکعتیں ہی ادا کر لیں تو اس کی تہجد ہو گئی اور حُضُورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے آٹھ رکعتیں ثابِت۔اس میں کیاپڑھا جائے گا اس بارے میں "**فتاویٰ رضویہ**" شریف میں ہے:

اِس میں قراءَت کااِختیار ہے کہ جو چاہیں پڑھیں، بہتر یہ ہے کہ جتنا قرآن یاد ہے وہ تمام پڑھ لیجئے ورنہ یہ بھی ہو سکتاہے کہ ہر رَکعَت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین تین بار سورَۃالْاخلاص پڑھ لیجئے کہ اِس طرح ہر رَکعَت میں قرآنِ کریم ختم کرنے کاثواب ملے گا،ایسا کرنا بہتر ہے،بَہرحال سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سی بھی سورت پڑھ سکتے ہیں۔[39]

سوال: رات بھر نوافل پڑھنے کی وجہ سے کسی کی جماعتِ فجر فوت ہو جائے تو؟

جواب: نوافل پڑھنے۔۔یا۔۔کسی بھی محفل میں رات گئے تک شرکت کرنے کی وجہ سے صبح کی نماز قضاہوتی ہو تو لازم ہے کہ اس طرح کے مستحبّات چھوڑ کر آرام کر لیا جائے اور باجماعت نمازِ فجر ادا کی جائے۔اس ضمن میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں، چنانچہ حضرتِ سیدنا ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"**أن عمر بن الخطاب فقد سليمان بن أبی حثمة فی صلاة الصبح وأن عمر بن الخطاب غدا إلى السوق ومسكن سليمان بين السوق والمسجد النبوی فمر على الشفا أم سليمان فقال لها لم أر سليمان فی الصبح فقالت إنه بات يصلی فغلبته عيناه فقال عمر لأن أشهد صلاة الصبح فی الجماعة أحب إلى من أن أقوم ليلة**۔"امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز میں حضرتِ سیدنا سلیمان بن حثمہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا۔بازار تشریف لے گئے،سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ کا گھر بازار اور مسجدِ نبوی کے درمیان تھا ان کی ماں حضرتِ سیدتنا شفا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ صبح کی نماز میں ،میں نے سلیمان کو نہیں پایا!اُنہوں نے کہا:رات میں نوافل پڑھتے رہے پھر نیند آگئی،سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ

---

[39]:۔۔۔(مُلَخَّص از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ،ج۷،ص۴۴۷)

تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ رات میں قیام کروں۔(یعنی رات بھر نفلیں پڑھوں)۔[40]

جو لوگ راتوں کو بیٹھکیں جماتے اور خوب محفلیں چمکاتے ہیں اور فجر کی نماز سے قبل سو جاتے اور نماز سے خود کو محروم کر دیتے ہیں اُن کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ چنانچہ سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: آج رات دو شخص (یعنی جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام) میرے پاس آئے اور مجھے اَرضِ مقدّسہ میں لے آئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہے اور اس کے سرہانے ایک شخص پتھر اُٹھائے کھڑا ہے اور پے در پے پتھر سے اس کا سر کُچل رہا ہے، ہر بار کُچلنے کے بعد سر پھر ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں نے فرشتوں سے کہا: سبحٰن اللہ! یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: آگے تشریف لے چلئے (مزید مناظر دکھانے کے بعد) فرشتوں نے عرض کی کہ "أما الذی یثلغ رأسه بالحجر فإنه یأخذ القرآن فیرفضه وینام عن الصلاۃ المکتوبة" (پہلا شخص) جس کا سر پتھر سے کچلا جاتا ہے وہ شخص ہے جو قرآن یاد کرتا ہے پھر اسے چھوڑ دیتا ہے اور فرض نماز سے غافل ہو کر سو جاتا ہے۔[41]

...نمازِ اشراق...

طلوعِ آفتاب یعنی سورج کا کنارہ ظاہر ہونے کے بعد جب اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے اس وقت سے اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی مقدار بیس منٹ ہے یعنی طلوعِ آفتاب کے بیس منٹ بعد اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ ضحوۂ کبریٰ تک رہتا ہے۔

{حج اور عمرے کا ثواب}

---

[40]:۔۔(مؤطا امام مالک: کتاب صلوٰۃ الجماعۃ: ج ۱: ص ۱۳۴: حدیث ۳۰۰)
[41]:۔۔۔(ملخص از صحیح بخاری: ج ۳: ص ۴۲۵: حدیث ۷۰۴۷)

سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم، شاہ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **من صلی الفجر فی جماعة ثم قعد یذکر اللّٰہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت له کاجر حجة وعمرة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ تامة تامة تامة** "جو نمازِ فجر باجماعت ادا کرکے ذکرُاللہ کرتا رہے یہاں تک کہ آفتاب بُلند ہو جاتا ہے پھر وہ دو رکعتیں (اشراق کی) پڑھتا ہے تو اس کا اجر حج اور عمرے کے برابر ہے راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تامة تامة تامة (یعنی اسے پورے حج اور پورے عمرے کا ثواب ملیگا۔)[42]

سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من قعد فی مصلاہ حین ینصرف من صلوٰة الصبح حتی یسبح رکعتی الضحیٰ لا یقول الا خیرا غفر له خطایاہ وان کان اکثر من زبد البحر "جو شخص نمازِ فجر سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مُصلّے میں (یعنی جہاں نماز پڑھی وہیں) بیٹھا رہا حتّٰی کہ اِشراق کے نفل پڑھ لے صرف خیر ہی بولے تو اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچِہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔[43]

حدیثِ پاک کے اس حصّے "اپنے مصلّے میں بیٹھا رہے" کی وضاحت کرتے ہوئے حضرتِ سیِّدنا ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہ الباری فرماتے ہیں: **أي استمر في مصلاہ من المسجد أو البیت مشتغلا بالذکر أو الفکر أو مفیدا للعلم أو مستفیدا أو طائفا بالبیت** "یعنی مسجد یا گھر میں اِس حال میں رہے کہ ذِکر یا غور وفکر کرنے یا علمِ دین سیکھنے سکھانے یا بیتُ اللہ کے طواف میں مشغول رہے۔

نیز "صرف خیر ہی بولے" کے بارے میں فرماتے ہیں: **حین ینصرف أي یسلم من صلاة الصبح حتی یسبح أي إلی أن یصلي رکعتي الضحی أي بعد طلوع الشمس وارتفاعها لا یقول أي فیما بینهما إلا خیرا وهو ما یترتب علیه الثواب** "جب وہ صبح کی نماز سے فارغ ہو جائے یعنی اس کا سلام پھیر دے اور سورج طلوع ہونے

[42]:۔۔(سُنَنُ التِّرْمِذِیّ، ابواب السفر، باب ماذکر ممایستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلاة الصبح۔۔۔ج ۱، ص ۲۴۶، حدیث ۵۶۳)
[43]:۔۔۔(سنن ابوداؤد: کتاب الصلوٰة: باب صلوٰة الضحیٰ: ج ۱؛ ص ۱۹۱؛ حدیث ۱۲۸۷)

اور بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز چاشت ادا کرنے تک تسبیح کرتا ہے اوران دونوں (یعنی فجر اور اشراق) کے درمیان خیر یعنی بھلائی کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے کیونکہ یہ وہ بات ہے جس پر ثواب مرتَّب ہوتا ہے۔[44]

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "مشکوٰۃ المصابیح" شریف کی اُردو شرح "مراٰۃ المناجیح" میں لکھتے ہیں:

" شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نماز سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے جو دل کا نور چاہے وہ اشراق کی پابندی کرے۔[45]

...نمازِ چاشت...

عربی میں چاشت کی نماز کو صلوٰۃُ الضُّحیٰ کہتے ہیں ضحیٰ ،ضحو سے بنا ہے جس کا معنی ہے دن کی بلندی۔۔یا۔۔آفتاب کی شعاع، جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:"والشمس وضحھا" کبھی نماز اشراق کو بھی نمازِ چاشت کہہ دیا جاتا ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں سنتِ مستحبہ ہیں۔ نماز چاشت پر ہمیشگی اختیار کرنا اچھا اور باعثِ ثواب ہے۔

نماز چاشت کا وقت:

اس کا وقت کب شروع ہوتا ہے اس بارے میں صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، حضرتِ علامہ، مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی "بہارِ شریعت" میں لکھتے ہیں: اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہارِ شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھ جائے تو پڑھی جائے۔[46] نمازِ اشراق کے فوراً بعد بھی چاہیں تو نمازِ چاشت پڑھ سکتے ہیں۔

---

[44]:۔۔۔(مرقاۃ:ج۳ص۳۹۶:تحت الحدیث۱۳۱۷)
[45]:۔۔۔(مراٰۃ المناجیح؛ج۲:ص۲۹۰)
[46]:۔۔(بہارِ شریعت:ج۱:ص۶۷۶ مکتبۃ المدینہ)

نماز چاشت کی رکعتیں:

اس کی رکعتوں کے بارے میں "**الفتاویٰ الهندیه**" میں لکھا ہے: "**اقلها رکعتان واکثرها ثنتاعشرة رکعة**" اس کی کم سے کم دو اور اکثر رکعتیں بارہ ہیں۔[47]

حدیثِ قدسی میں فرمایا گیا:

"**ابن اٰدم ارکع لی اربع رکعات من اول النهار اکفک اٰخره**" اے! ابن آدم شروع دن میں میرے لئے چار رکعتیں پڑھ لے، آخر دن تک میں تیری کفایت فرماؤں گا۔[48]

جو عمل مستقل کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو اللہ تعالیٰ اس سے بڑا راضی ہوتا ہے چنانچہ چاشت کی نماز کو پابندی سے پڑھنے والے کے بارے میں فرمایا گیا: "جو چاشت کی دو رکعتیں پابندی سے ادا کرتا رہے اس کے گناہ مُعاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"[49]

افضل یہ ہے کہ بارہ رکعتیں پڑھی جائیں کہ بارہ رکعتیں پڑھنے والے کے لئے جنت میں سونے کے محل کی بشارت ہے چنانچہ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا: "**من صلی الضحی ثنتی عشرة رکعة بنی اللّٰه له قصرا فی الجنة من ذهب**" جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔[50]

پڑھنے کی ترکیب:...

ان نوافل کے پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بلکہ انہیں بھی دیگر نوافل کی طرح ادا کیا جائے گا۔

...صلوٰۃ التسبیح...

47:۔۔ (الفتاوی هندیه: کتاب الصلاۃ: باب النوافل: الباب التاسع فی النوافل: ج ۱: ص ۱۲۴)

48:۔۔۔ (جامع ترمذی: ابواب الوتر: باب ماجاء فی صلوٰۃ الضحیٰ: ج ۱: ص ۲۱۹: حدیث ۴۵۷)

49:۔۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسندوابی هریرة، الحدیث ۱۰۴۸۵، ج ۳، ص ۵۶۴)

50:۔۔۔ (جامع ترمذی: ابواب الوتر: باب ماجاء فی صلاۃ الضحیٰ: ج ۱: ص ۲۱۹: حدیث ۴۵۵)

اس نماز کو صلوۃ التسبیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ہر رکن میں تیسرا کلمہ "سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَر" پڑھا جاتا ہے۔ اس نماز کا بے انتہا ثواب ہے، بعض بزرگانِ دین رحمهم الله المبین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا۔

"ابو داؤد" شریف کی حدیثِ پاک ہے جس میں حضورِ پر نور، شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس نماز کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: **"ان استطعت ان تصیلها في كل يوم مرة فافعل فان لم تفعل ففي كل جمعة مرة فان لم تفعل ففي كل شهر مرة فان لم تفعل ففي كل سنة مرةفان لم تفعل ففي عمرک مرة"** اگر ہو سکے تو صَلٰوةُ التَّسبِیح ہر روز ایک بار پڑھئے اور اگر روزانہ نہ ہو سکے تو ہر جُمعہ کو ایک بار پڑھ لیجئے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار۔[51]

صَلٰوةُ التَّسبِيحِ پڑھنے کا طریقہ:

اِس نَماز کی ترکیب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے پھر پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھے: "سُبْحٰنَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَر" پھر اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم اور بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر رکوع سے پہلے دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم تین مرتبہ پڑھ کر پھر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَہ اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد پڑھ کر پھر کھڑے کھڑے دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ میں جائے اور تین مرتبہ سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ کر پھر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے پھر دوسرے سجدہ میں جائے اور سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ پڑھے پھر اس کے بعد یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے اسی طرح چار رکعت پڑھے اور خیال رہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں سورہ فاتحہ سے پہلے پندرہ مرتبہ اور باقی سب جگہ یہ تسبیح

---

[51]:۔۔۔(سنن ابوداؤد: کتاب الصلوۃ: باب الصلوۃ التسبیح: ج ۱، ص ۱۹۲: حدیث ۱۲۹۷)

دس دس بار پڑھے یوں ہر رکعت میں 75 مرتبہ تسبیح پڑھی جائے گی اور چار رکعتوں میں تسبیح کی گنتی تین سو مرتبہ ہو گی۔ تسبیح انگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ انگلیاں دبا کر۔

"فتاویٰ شامی" میں اس کا طریقہ کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

وهي أربع بتسليمة أو تسليمتين يقول فيها ثلاثمائة مرة سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر وفي رواية زيادة ولا حول ولا قوة إلا بالله يقول ذلك في كل ركعة خمسة وسبعين مرة فبعد الثناء خمسة عشر ثم بعد القراءة وفي ركوعه والرفع منه وكل من السجدتين وفي الجلسة بينهما عشرا عشرا بعد تسبيح الركوع والسجود "یہ چار رکعتیں ہیں ایک یا دو سلاموں کے ساتھ ہر رکعت میں پندرہ مرتبہ ''سُبْحٰنَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ'' کہے گا اور ایک روایت میں " **ولا حول ولا قوة إلا باللہ** "کی زیادتی کے ساتھ ہے اور یہ کلمہ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ کہے گا اس طرح کہ ثناء کے بعد پندرہ مرتبہ،، قراءۃ کے بعد، رکوع میں، رکوع سے اُٹھتے وقت، ہر دو سجدوں میں اور ان دونوں کے درمیان جلسہ میں دس دس مرتبہ رکوع اور سجود کی تسبیح کے بعد کہے گا۔[52]

سورۂ فاتحہ کے بعد کونسی سورت پڑھنا افضل ہے؟

سورۂ فاتحہ کے بعد کون سی سورتیں پڑھنا افضل ہے اس بارے میں مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن "مراٰۃ المناجیح" میں حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ اس نماز میں کون سی سورتیں پڑھنا افضل ہیں تو فرمایا: "التکاثر، قل یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ"[53]

تسبیحات کم پڑھنے کی صورت میں:

---

[52]:---(ردالمحتار: کتاب الصلوٰۃ: باب الوتر والنوافل: مطلب فی صلاۃ التسبیح: ج ۲: ص ۵۷۰)
[53]:--(مراٰۃ المناجیح: ج ۲: ص ۲۹۸)

اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم تسبیحات پڑھی ہیں تو دوسری جگہ پڑھ لے کہ وہ مقدار پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد جو دوسرا موقع تسبیح کا آئے وہیں پڑھ لے مثلاً قومہ کی سجدہ میں کہے اور رکوع میں بھولا تو اسے بھی سجدہ ہی میں کہے نہ کہ قومہ میں کہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے اور پہلے سجدہ میں بھولا تو دوسرے میں کہے جلسہ میں نہیں۔[54]

تسبیحات کیسے شمار کی جائیں؟:

تسبیح اُنگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ اُنگلیاں دبا کر یاد رکھے، چنانچہ "فتاویٰ شامی "میں ہے: "**لا یعد ?لتسبیحا ? بالأصابع ?? قد??? ?فظ بالقلب ?‌?لا یغمز ?لأصابع**" اگر تسبیحات یادرکھنے پر قادر ہو تو انگلیوں سے نہ گنے ورنہ انگلیاں دبالے۔[55]

...صلوۃ السفر...

سفر کا لغوی معنی ہے کھلنا اور ظاہر ہونا۔ جبکہ اصطلاحِ شرع میں سفر کی مقدار ساڑھے ستاون میل ہے جو تقریباً ۹۲ کلومیٹر بنتی ہے۔اور جو اتنی مقدار کے فاصلے تک جانے کے ارادے سے اپنے مقامِ اقامت سے نکل جائے شرعاً مسافر کہلاتا ہے۔

جب بھی کوئی سفر پر جانے لگے تو اپنے گھر میں ہی دو رکعتیں ادا کر کے جائے اور جب سفر سے واپس آئے تو مسجد میں دو رکعتیں ادا کرے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دن کے وقت سفر سے تشریف لاتے تو ابتداءً مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں اس میں ادا کرتے اور پھر وہیں تشریف رکھتے۔[56]

...استخارہ...

---

[54]:۔۔۔(ردالمحتار:کتاب الصلوۃ:باب الوتر والنوافل:مطلب فی صلاۃ التسبیح:ج ۲:ص ۵۷۱)
[55]:۔۔۔(ردالمحتار:کتاب الصلوۃ:باب الوتر والنوافل:مطلب فی صلاۃ التسبیح:ج ۲:ص ۵۷۲)
[56]:۔۔۔(صحیح مسلم:صلوۃ المسافرین:باب استحباب رکعتین فی المسجد۔۔حدیث ۷۱۶)

بعض اوقات آدمی کو اپنے کام میں یہ ترددوتذبذب ہوتا ہے کہ کروں ۔۔یا۔۔نہ کروں مثلاًسفر پر جانا۔۔یا۔۔کسی رشتہ کو منظور کرنا چاہتا ہے۔۔یا۔۔شادی بیاہ وغیرہ ایسی ہی کوئی تقریب انجام دینا چاہتا ہے لیکن دل میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں آدمی گھبرا جاتا ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں ایسے موقعوں پر شریعت نے ہمیں نمازِاستخارہ سکھائی ہے اس نماز کا پڑھنے والا گویا اللہ تعالیٰ سے مشورہ لیتا ہے امید ہے کہ وہ نامراد نہ جائے گا۔چنانچہ جب کسی کے ساتھ ایسا معاملہ ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھے جس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں اَلْحَمْدُ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَ رَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ وَ رَبُّكَ یَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ[57] اور دوسری میں وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا[58] پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کرکے سو جائے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔

دعا کے اول آخر سورۂ فاتحہ اور درود شریف بھی پڑھے دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُوَلَا اَقْدِرُوَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ

---

[57]:۔۔(القصص:۶۹،۶۸)
[58]:۔۔۔(الاحزاب:۳۶)

بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔

حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلھا کمایعلمنا السورۃ من القرأن یقول اذاھم احدکم بالامر فلیر کع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم یقول اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُوَلَا اَقْدِرُوَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔

رسولِ اکرم نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ہم کو تمام اُمور میں استخارہ تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سُورت تعلیم فرماتے تھے، فرماتے ہیں: جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُوَلَا اَقْدِرُوَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَخَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَشَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَحَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔

اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا (کرتی) ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ سے طلبِ قدرت کرتا (کرتی) ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا (مانگتی) ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں

قدرت نہیں رکھتا(رکھتی)تو سب کچھ جانتا ہے اور میں نہیں جانتا(جانتی)اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اگر تیرے علم میں یہ امر (جس کا میں قصد وارادہ رکھتا(رکھتی)ہوں)میرے دین وایمان اور میری زندگی اور میرے انجام کار میں دنیا وآخرت میں میرے لیے بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر کردے اور میرے لیے آسان کردے پھر اس میں میرے واسطے برکت کردے۔اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے بُرا ہے میرے دین وایمان میری زندگی اور میرے انجام کار دنیا وآخرت میں تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور جہاں کہیں بہتری ہو میرے لیے مقدر کر پھر اس سے مجھے راضی کردے۔[59]

یادرکھیں:

حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفسِ فعل کے لیے استخارہ نہیں ہو سکتا، ہاں تعیینِ وقت (یعنی وقت مقرّر کرنے)کے لیے کر سکتے ہیں۔[60]

...صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْن...

اس نماز کی بھی بہت فضیلت ہے چنانچہ ''**جامع ترمذی وابن ماجه**''میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من صلی ست رکعات بعد المغرب لم یتکلم بینهن بسوء عدلت له عبادة اثنتی عشرة سنة" جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہے تو یہ چھ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔[61]

---

[59] :۔۔(صحیح بخاری:کتاب التہجد:باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی:ج ا:ص ۲۳۲:حدیث ۱۱۶۲)

[60] :۔۔۔(بہارِ شریعت:ج ا:ص ۶۸۲ مکتبۃ المدینہ)

[61] :۔۔۔(جامع ترمذی:ابواب الصلوٰۃ:باب ماجاء فی التطوع ست رکعات بعد المغرب:ج ا:ص ۴۰۹:حدیث ۴۱۸...سنن ابن ماجه:باب ماجاء فی الصلوٰۃ بین المغرب والعشاء:ص ۲۰۸)

"**قوت القلوب**"میں ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "جو شخص خود مغرب وعشاء کے درمیان مسجد میں روکے رکھے، نماز وتلاوتِ قرآن کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے تواللہ عزوجل کے زمہ ٔکرم پر ہے کہ اس کے لئے جنت میں دوایسے محل بنائے کہ ہر محل کی لمبائی ۱۰۰سال کی مسافت ہوگی اور اس کے لئے ان دونوں کے درمیان ایسادرخت لگائے کہ اگر تمام اہل زمین اس میں گھومیں توسب کے لئے کافی ہو۔"[62]

پڑھنے کی ترکیب:...

مغرب کی تین رکعت فرض پڑھنے کے بعد چھ رکعت ایک ہی نیّت سے پڑھئے، ہر دو رکعت پر قعدہ کیجئے اور اس میں التحیات، درودِ ابراھیم اور دعا پڑھئے، پہلی، تیسری اور پانچویں رکعت کی ابتداء میں ثنا، تعوذ وتسمیہ (یعنی اعوذ اور بسم اللہ) بھی پڑھئے۔ چھٹی رکعت کے قعدے کے بعد سلام پھیر دیجئے۔ پہلی دو رکعتیں سُنَّتِ موکدہ ہیں اور باقی چار نوافل۔ یہ ہے اوّابین (یعنی توبہ کرنے والوں) کی نماز۔[63] چاہیں تو دو دو رکعت کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ،

"**بھارِ شریعت**"میں ہے:

بعد مغرب چھ رَکعتیں مُستحب ہیں ان کو صلوٰۃ الاوّابین کہتے ہیں، خواہ ایک سلام سے سب پڑھے یا دو سے یا تین سے اور تین سلام سے یعنی ہر دو رَکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔[64]

...تحیۃ الوضو...

وُضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ حضرتِ عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

62:---(قوت القلوب، الفصل الحادی عشر فیه، کتاب فضل الصلاۃ---الخ، ج ۱؛ ص ۵۸)
63:---(الوظیفۃ الکریمۃ ص ۲۴ مُلَخَّصاً)
64:---(بھارِ شریعتؕ: حصه ۱۶، ۱۵:۴)

”ما من مسلم يتوضأ فيحسن وضوء هثم يقوم فيصلى ركعتين مقبل عليهما بقبله ووجهه الاوجبت له الجنة۔“جو بھی مسلمان وُضو کرے اور اچّھا وُضو کرے اور ظاہِر و باطن کے ساتھ مُتَوَجِّہ ہو کر دو رَکعت پڑھے، اس کے لیے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔[65]

غسل کے بعد بھی دو رَکعت نماز مُستَحَب ہے۔ وُضو کے بعد فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضُو کے ہو جائیں گے۔ مکروہ وَقت میں تحیۃ الوضُو اور غسل کے بعد والی دو رَکعتیں نہیں پڑھ سکتے۔

...تحیّۃ المسجد...

جو شخص مسجد میں آئے اُسے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے۔ان رکعتوں کو **تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد** کہا جاتا ہے۔ حضرتِ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"**إِذَا دَخَلَ أَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ**" جو شخص مسجد میں داخل ہو، بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔[66]

اگر کوئی شخص ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر۔۔یا۔۔بعد نماز عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تہلیل و درود شریف میں مشغول ہو حق مسجد ادا ہو جائے گا۔ چنانچہ، مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ”**بہارِ شریعت**“ میں تحریر فرماتے ہیں: فرض یا سنت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی تحیۃ المسجد ادا ہو گئی اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔ اس نماز کا حکم اس کے لیے ہے جو بہ نیت نماز نہ گیا بلکہ درس و ذکر وغیرہ کے

65:۔۔(صحیح مسلم: کتاب الطھاۃ: باب الذکر المستحب عقب الوضوء: ج ۱: ص ۱۵۵: حدیث ۵۵۳)
66:۔۔۔(صحیح بخاری: کتاب الصلوٰۃ: باب اذا دخل المسجد فلیرع رکعتین: حدیث ۴۴۴)

لیے گیا ہو۔ اگر فرض یا اقتدا کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی قائم مقام تحیۃ المسجد ہے بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر عرصہ کے بعد پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھے۔[67]

...صَلوٰۃُ الاَسرَار...

دعاؤں کی مقبولیت اور حاجتوں کے پورا ہونے کے لئے ایک مجرَّب (یعنی آزمودہ) نماز صَلوٰۃُ الاَسرَار بھی ہے جس کو امام ابوالحسن نورُالدّین علی بن جریر لخمی شطنوفی نے "بهجةُ الاَسرَار" میں اور حضرتِ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارھم العزیزہ کی معمولی اور قضائے حاجات و حصول مرادات کے لئے عمدہ طریق مرضی و مقبول اور حضور پرنور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ سے مروی و منقول، اجلہ علماء واکابر بر کملا اپنی تصانیف علیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول و مقرر و مسلم معتبر رکھتے آئے۔[68]

پڑھنے کی ترکیب:...

اِس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرِب سنّتیں پڑھ کر دو رَکعت نَماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ اَلحمد کے بعد ہر رَکعت میں گیارہ گیارہ مرتبہ قُل ھُوَ اللّٰہ پڑھے سلام کے بعد اللہ عزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا کرے (مثلاً حمد و ثنا کی نیّت سے سورۃ الفاتحہ پڑھ لے) پھر نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر گیارہ بار درود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَانَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَات۔

---

[67]:---(بہارِ شریعت:ج ۱ :ص ۶۷۵ مکتبۃ المدینہ)
[68]:---فتاویٰ رضویہ:ج۷،ص ۵۷۲

ترجمہ: اے اللہ عزّوَجلّ کے رسول! اے اللہ عزّوَجلّ کے نبی! میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر یہ کہے:

یَاغَوْثَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔

ترجمہ: اے جنّ وانس فریادرس اور اے دونوں طرف (یعنی ماں باپ دونوں ہی کی جانب) سے بُزرگ! میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجیے میری حاجت پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر حُضُورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو وَسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کے لئے دعا مانگے۔[69] عربی دعاؤں کے ساتھ ترجمہ پڑھنا ضروری نہیں۔

...صلوٰۃ الحاجات...

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ یعالیٰ علیہ وسلم کو جب بھی کو معاملہ درپیش ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ادا کرتے اور پھر دعا فرماتے، چنانچہ حضرتِ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا حزبہ امر صلی "جب حُضُورِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم، شافِعِ اُمَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے۔[70]

پڑھنے کی ترکیب:

جسے کوئی معاملہ درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صلوٰۃ الحاجات پڑھے، اِس کے لیے دو۔۔یا۔۔چار رکعت پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور تین بار آیۃُ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور قُلْ ھُوَ اللہُ اور قُلْ اَعُوْذُ

[69]:۔۔۔(بہارشریعت:ج ١:ص ٦٨٦ مکتبۃ المدینہ)
[70]:۔۔۔(سنن ابوداؤد:کتاب الصلوٰۃ:ج ١:ص ١٩٥، حدیث ١٣١٩)

بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے، تو یہ ایسی ہیں جیسے شبِ قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ مشائخ کرام رحمھم اللہ السلام فرماتے ہیں: کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ [71]

اس نماز کی ترغیب خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من کانت له الی الله حاجة او الی احد من بنی أدم فلیتوضأ و لیحسن الوضوء ثم لیصل رکعتین ثم لیثن علی الله و لیصل علی النبی ﷺ ثم لیقل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحٰنَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن اَسْأَ لُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَه وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَه وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

جس کی کوئی حاجت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف ہو یا کسی بنی آدم (یعنی انسان) کی طرف تو اچھی طرح وُضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ثنا کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر دُرود بھیجے پھر یہ پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحٰنَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن اَسْأَ لُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے، پاک ہے اللہ مالک ہے عرشِ عظیم کا، حمد ہے اللہ کے لیے جو رب ہے تمام جہاں کا، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا (مانگتی) ہوں اور طلب کرتا (کرتی) ہوں تیری بخشش کے ذرائع اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کو، میرے لیے کوئی گناہ بغیر

---

[71]:۔۔۔(بہارِ شریعت: ج ۱: ص ۶۸۵ مکتبۃ المدینہ)

مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔[72]

نابینا کو آنکھیں مل گئیں:

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"ان رجلا ضریر البصر اتی النبی ﷺ فقال ادع اللہ لی ان یعافینی فقال ان شئت اخرت لک وھو خیر وان شئت دعوت فقال ادعه فامره ان یتوضأ فیحسن وضوءه ویصلی رکعتین ویدعو بھذا الدعاء اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ" ایک نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: "اللہ عزَّوَجَلَّ سے دُعا کیجیے کہ مجھے عافیت دے"۔ ارشاد فرمایا: "اگر تو چاہے تو دُعا کروں اور چاہے تو صبر کر اور یہ تیرے لیے بہتر ہے"۔ انہوں نے عرض کی: حضور! دعا فرمادیجئے۔ انھیں حکم فرمایا: کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور توسل کرتا ہوں اور تیری طرف مُتَوَجِّہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ذریعے سے جو نبیِّ رحمت ہیں۔ یارسولَ اللہ! (عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ

[72] :--- (جامع ترمذی:ابواب الوتر:باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ:ج۱:ص۲۲۰:حدیث۴۶۱...سنن ابن ماجه:باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ:ص۲۰۸:حدیث۱۳۸۴)

تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذَرِیعے سے اپنے رب کی طرف اِس حاجت کے بارے میں مُتَوَجِّہ ہوتا ہوں، تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ "الٰہی! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔"[73]

قال ابن حنیف: فو اللہ ما تفرقنا و طال بن الحدیث عن دخل علینا الرجل کأن لم یکن بہ ضر قط۔

سیِّدُنا عثمان بن حُنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے، گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔"[74]

نوٹ: حدیثِ پاک میں اس جگہ "یَا مُحَمَّدُ" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے۔ مگر مجدِّدِ اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے "یا محمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے کے بجائے، یَا رَسُوْلَ اللہ (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہنے کی تعلیم دی ہے۔

شیطان جو یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ صرف "یَا اَللہ" کہنا چاہئے "یَارَسُوْلَ اللہ" نہیں کہنا چاہئے، اَلْحَمْدُلِلّٰہ عزَّوَجَلَّ اس حدیثِ مبارک نے شیطان کے اس انتہائی خطرناک وسوسے کو بھی جڑ سے اُکھاڑ دیا کہ اگر "یَارَسُوْلَ اللہ" کہنا جائز نہ ہوتا تو خود ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اِس کی کیوں تعلیم دیتے؟ بس جھوم جھوم کر "یَارَسُوْلَ اللہ" کے نعرے لگاتے جائیے۔

یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے

جس نے یہ نعرہ لگایا اُس کا بیڑا پار ہے

...گہن کی نماز...

[73] :--- (جامع ترمذی:ابواب الدعوات:احادیث شتی:ج۲:ص۶۷۵:حدیث۳۵۴۳...سنن ابن ماجہ:باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ:ص۲۰۹:حدیث۱۳۸۴)

[74] :---(المعجم الکبیر للطبرانی:الباب عثمان بن حنیف--ج۹:حدیث ۸۳۱۱:ص۳۰)

سورج گہن کی نماز سنتِ موکدہ اور چاند گہن کی نماز مستحب ہے سورج گہن کی نماز مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے اگر جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سواجمعہ کی تمام شرطیں اس کے لئے شرط ہیں وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی جماعت قائم کر سکتا ہوا گروہ نہ ہو تو لوگ تنہا تنہا پڑھیں چاہے گھر میں پڑھیں۔۔یا۔۔مسجد میں۔[75]

حضرتِ سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

خسفت الشمس فقام النبی ﷺ فزعاًیخشی ان تکون الساعۃفاتی المسجد فصلی باطول قیام و رکوع و سجود رأیتہ قطّ یفعلہ وقال ھذہ الایات التی لایرسل اللہ عزوجل لاتکون لموت احد ولالحیاتہ ولیکن یخوف اللہ بھا عبادہ فاذا رأیتم شیاءً من ذالك فافزعواالی ذکراللہ ودعائہ واستغفارہ "شَہَنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج ومَلال، صاحِبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عَہدِ کریم (یعنی مبارک زمانے) میں ایک مرتبہ آفتاب میں گَہَن لگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم مسجِد میں تشریف لائے اور بہت طویل قِیام ورُکوع و سجود کے ساتھ نَماز پڑھی کہ میں نے کبھی ایسا کرتے نہ دیکھا اور یہ فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی کی موت وحیات کے سبب اپنی یہ نشانیاں ظاہِر نہیں فرماتا، بلکہ ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہٰذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر ودُعا واستِغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔[76]

حضرت سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ یخوف اللہ بھما عبادہ وإنھما لاینکسفان لموت أحد من الناس فإذا رأیتم منھا شیا فصلوا وادعوا اللہ حتی یکشف ما بکم " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ

---

[75]:۔۔۔(ردالمحتار:کتاب الصلوٰۃ:باب الکسوف:ج٣:ص٧٧)

[76]:۔۔۔(صحیح بخاری:کتاب الکسوف:باب اذکر الکسوف:ج١:ص٢١٩:حدیث١٠٥٩)

اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور یہ لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے جب تم اس سے کوئی چیز دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا مانگو یہاں تک کہ وہ تم سے دور ہو جائے۔[77]

پڑھنے کی ترکیب:...

یہ نَماز اور نوافل کی طرح دو رَکعت پڑھیں یعنی ہر رَکعت میں ایک رُکوع اور دو سجدے کریں نہ اس میں اذان ہے، نہ اقامت، نہ بُلند آواز سے قراءَت، اور نَماز کے بعد دُعا کریں یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے اور دو رَکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں خواہ دو، دو رَکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔[78]

ایسے وقت گہن لگا کہ اس وَقت نَماز پڑھنا ممنوع ہے تو نَماز نہ پڑھیں، بلکہ دُعا میں مشغول رہیں اور اِسی حالت میں ڈوب جائے تو دُعا ختم کر دیں اور مغرب کی نَماز پڑھیں۔[79]

...مختلف پریشانیوں میں نماز...

تیز آندھی آئے یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے مینھ برسے یا بکثرت اولے پڑیں یا آسمان سُرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں یا طاعون وغیرہ وبا پھیلے یا زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو یا اور کوئی دہشت ناک امر پایا جائے ان سب کے لیے دو رَکعت نَماز مُستَحَب ہے۔ چنانچہ،

"الفتاویٰ الھندیہ" میں ہے:

وَ كَذٰلِکَ إِذَا اشْتَدَّتْ الْأَهْوَالُ وَ الْأَفْزَاعُ كَالرِّيحِ إِذَا اشْتَدَّتْ وَ السَّمَاءُ إِذَا دَامَتْ مَطَرًا أَو ثَلْجًا أَو احْمَرَّتْ وَ النَّهَارُ إِذَا أَظْلَمَ وَ كَذَا إِذَا عَمَّ الْمَرَضُ وَ كَذَا فِي الزَّلَازِلِ وَ الصَّوَاعِقِ وَ انْتِثَارِ الْكَوَاكِبِ وَ الضَّوْءِ الْهَائِلِ بِاللَّيْلِ وَ الْخَوْفِ الْغَالِبِ من الْعَدُوِّ وَ نَحْوِ ذلکَ "اور اسی طرح دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے کہ جب

---

[77]:---(صحیح مسلم:کتاب الکسوف، باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف---الخ، الحدیث۹۱۵)
[78]:---(بہار شریعت:ج۱:ص۷۸۷ مکتبۃ المدینہ)
[79]:---(الجوھرۃ النیرۃ:کتاب الصلوٰۃ:باب صلاۃ الکسوف:ج۱:ص۱۲۴)

دہشت وخوف شدت اختیار کر جائے جیسا کہ تیز آندھی، مسلسل بارش ہو یا اولے پڑیں یا آسمان سرخ ہو جائے دن میں سخت تاریکی چھاجائے اوراسی طرح جب مرض پھیل جائے اوراسی طرح جب زلزلے آئیں اور بجلیاں گریں اور تارے ٹوٹیں اور رات کے وقت خوفناک روشنی ہو اور دشمن کا خوف ہو یا اس جیسا کوئی واقعہ پیش آئے۔(ان سب صورتوں میں دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔)[80]

...نمازِ توبہ...

اگر کسی سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جس قدر جلد ہو سکے وضو کر کے نماز پڑھے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں استغفار کرے اور اس گناہ سے توبہ کرے اور پشیمان ہو کر اور یہ عزم کرے کہ آئندہ اس کا مرتکب نہ ہوں گا۔ حضرتِ سیّدُنا ابو بکر صدِّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حُضُورِ پاک، صاحِبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

"جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وُضو کر کے نَماز پڑھے پھر اِستغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔" پھر یہ آیت پڑھی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ-[81]

---

[80]:---(الفتاویٰ الھندیہ،کتاب الصلوۃ: الباب الثامن عشر فی صلاۃ الکسوف: ج ۱: ص ۱۵۳)
[81]:--(آل عمران: ۱۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یااپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوااللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ؟اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اَڑ نہ جائیں۔[82]

عشاء کے بعد دو نفل کا ثواب:

حضرتِ سیّدُنا عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "جو عشاء کے بعد دو رَکعت پڑھے گا اور ہر رَکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پندرہ بار قُل ھُوَاللہُ اَحَد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنّت میں دو ایسے محل تعمیر کریگا جسے اہلِ جنّت دیکھیں گے۔"[83]

...نمازِ استسقاء...

استسقاء دُعا و استغفار کا نام ہے۔ استسقاء کی نماز جماعت سے جائز ہے، مگر جماعت اس کے لئے سنت نہیں، چاہیں جماعت سے پڑھیں یا تنہا تنہا دونوں طرح اختیار ہے۔ پارہ 25 سُوْرَۃُ الشوریٰ آیت نمبر 30 میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

{وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ}

ترجمہ کنزالایمان: تمھیں جو مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمھارے ہاتھوں کے کرتوت سے ہے اور بہت سی معاف فرمادیتا ہے۔[84]

---

[82]---(جامع ترمذی:ج ۱:ص ۴۱۵:حدیث ۴۰۶)

[83]:---(تفسیر در منثور:ج ۸:ص ۲۸۱)

[84]:---(پ ۲۵:الشوریٰ:۳۰)

یہ قحط بھی ہمارے ہی معاصی کے سبب ہے، لہٰذا ایسی حالت میں کثرتِ استغفار کی بہت ضرورت ہے اور یہ بھی اس کا فضل ہے کہ بہت سے معاف فرمادیتا ہے، ورنہ اگر سب باتوں پر مؤاخذہ کرے تو کہاں ٹھکانہ۔ پارہ 22 کی آیت نمبر 45 میں ارشاد فرمایا:

{وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ}

ترجمۂ کنزالایمان: اگر لوگوں کو ان کے فعلوں پر پکڑتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔[85]

"سورۂ نوح "میں ارشاد فرمایا:

{اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا-}

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب (عزوجل) سے استغفار کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے، موسلادھار پانی تم پر بھیجے گا اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد کریگا اور تمہیں باغ دے گا اور تمہیں نہریں دے گا۔[86]

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، کہ

أقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا معشر المهاجرين خمس إذا ابتليتم بهن وأعوذ بالله أن تدركوهن لم تظهر الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوا بها إلا فشا فيهم الطاعون والأوجاع التي لم تكن مضت في أسلافهم الذين مضوا ولم ينقصوا المكيال والميزان إلا أخذوا بالسنين وشدة المونة وجور السلطان عليهم ولم يمنعوا زكاة أموالهم إلا منعوا القطر من السما ولولا البهام لم يمطروا ولم ينقضوا عهد الله وعهد رسوله إلا سلط الله عليهم عدوا من غيرهم فأخذوا بعض ما في أيديهم وما لم تحكم أمتهم بكتاب الله ويتخيروا مما أنزل الله إلا جعل الله بأسهم بينهم

---

[85]:۔۔(پ۲۲:فاطر:۴۵)
[86]:۔۔۔(پ۲۹:نوح۱۲،۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے جماعت مہاجرین پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان چیزوں میں مبتلا ہو۔ اول یہ کہ جس قوم میں فحاشی اعلانیہ ہونے لگے تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو وہ قحط مصائب اور بادشاہوں (حکمرانوں) کے ظلم و ستم میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جب کوئی قوم اپنے اموال کی زکوۃ نہیں دیتی تو بارش روک دی جاتی ہے اور اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش نہ برسے اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیروں کو ان پر مسلط فرما دیتا ہے جو اس قوم سے عداوت رکھتے ہیں پھر وہ ان کے اموال چھین لیتے ہیں اور جب مسلمان حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نظام میں (مرضی کے کچھ احکام) اختیار کر لیتے ہیں (اور باقی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو خانہ جنگی اور) باہمی اختلافات میں مبتلا فرما دیتا ہے۔[87]

"صحیح مسلم "شریف میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''قحط اسی کا نام نہیں کہ بارش نہ ہو، بڑا قحط تو یہ ہے کہ بارش ہو اور زمین کچھ نہ اُگائے۔[88]

''ابو داؤد ''نے ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں قحط باراں کی شکایت پیش کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منبر کے لیے حکم فرمایا، عیدگاہ میں رکھا گیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا کہ اس روز سب لوگ چلیں، جب آفتاب کا کنارہ چمکا، اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھے، تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے، پھر فرمایا: '' تم لوگوں نے اپنے ملک کے قحط کی شکایت کی اور یہ کہ مینھ اپنے وقت

---

[87]:۔۔۔(سنن ابن ماجہ: ابواب الفتن: باب العقوبات: الحدیث ۴۰۱۹)

[88]:۔۔۔(صحیح مسلم: کتاب الفتن و اشراط الساعۃ: باب فی سکنی المدینۃ۔۔الحدیث ۲۹۰۴)

سے مؤخر ہو گیا اور اللہ عزوجل نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اس سے دُعا کرو اور اس نے وعدہ کر لیا ہے کہ تمھاری دُعا قبول فرمائے گا۔اس کے بعد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللهُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ قُوَّةً وَّ بَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔

ترجمہ: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا رحمن ورحیم ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یا اللہ (عزوجل)! تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر مینہ اُتار اور جو کچھ تو اُتارے، اسے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک پہنچنے کا سبب کر دے۔

پھر ہاتھ بلند فرمایا یہاں تک کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہوئی پھر لوگوں کی طرف پشت کی اور ردائے مبارک لوٹ دی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ابر پیدا کیا، وہ گرجا اور چمکا اور برسا۔اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابھی مسجد کو تشریف بھی نہ لائے تھے کہ نالے بہہ گئے۔[89]

پڑھنے کی ترکیب:...

استسقا کے لیے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلّل و خشوع و خضوع و تواضع کے ساتھ سَر برہنہ پیدل جائیں اور پا برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کافر اور بد مذہب کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کہ جاتے ہیں رحمت کے لیے اور کافر پر لعنت اترتی ہے۔ تین دن پیشتر سے روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب ادا کرے یا معاف کرائے، کمزوروں، بُوڑھوں، بُڑھیوں بچوں کے توسّل سے دُعا کرے اور سب آمین کہیں۔ کہ "**صحیح**

---

[89]:۔۔۔(سنن ابواؤد:کتاب الاستسقاء:باب رفع الیدین فی الاستسقاء:الحدیث ۱۱۷۳)

بخاری "شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تمھیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے۔[90]

اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں۔ غرض یہ کہ توجہ رحمت کے تمام اسباب مہیّا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دُعا کریں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں ھَلْ اَتٰكَ پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی فال ہو، خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو مونھ کر کے دُعا کرے۔[91]

کثرت سے بارش ہو کہ نقصان کرنے والی معلوم ہو تو اس کے روکنے کی دُعا کر سکتے ہیں اور اس کی دُعا حدیث میں یہ ہے: اَللّٰھُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ. اے اللہ اب ہمارے ارد گرد بارش برسا، اے اللہ! ٹیلوں پہاڑوں، پہاڑیوں، وادیوں اور باغوں کو سیراب کر۔[92]

...اتوار کے نوافل...

چار رکعت پڑھنے کی فضیلت:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اتوار کے دن کثرت سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ پس جس نے اتوار کے دن نماز ظہر کے فرض وسنتوں کے بعد چار رکعت

[90]:--- (صحیح بخاری: کتاب الجھاد: باب من استعان بالضعفاء۔۔الحدیث ۲۸۹۲)
[91]:--- (بھارِ شریعت: ج ۱: ص ۷۹۳ مکتبۃ المدینہ)
[92]:--- (صحیح بخاری: کتاب الاستسقاء: باب الاستسقاء فی المساجد الجامع: الحدیث ۱۰۱۳)

نمازپڑھی، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تنزیل السجدہ پڑھی اوردوسری میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ ملک پڑھی پر تشہد پڑھ کرسلام پھیرا پھرآخری دو رکعتیں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیااوران میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ جمعہ کی تلاوت کی اوراللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کی تواللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اس کی حاجت پوری فرمادے۔"[93]

...پیر کے نوافل...

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسل م نے ارشادفرمایا: "جو شخص بروز پیر سورج بلند ہوتے وقت دو رکعتیں اداکرے ہر رکعت میں ایک بارسورۂ فاتحہ،ایک بارآیۃ الکرسی،ایک بارسورۂ اخلاص اورایک ایک بارمعوّذتین (یعنی سورۂ فلق اورسورۂ ناس) پڑھے پھرسلام پھیر کردس باراستغفار کرے اوردس بارمجھ پردرود شریف پڑھے تواللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔"[94]

فرشتے استقبال کریں گے:

حضرت سیدناانس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو شخص بروز پیر بارہ رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں ایک بارسورۂ فاتحہ اورآیۃ الکرسی پڑھے،اسلام پھیرنے کے بعد بارہ بارسورۂ اخلاص پڑھے اور بارہ باراستغفار کرے توبروز قیامت ندادی جائے گی: "فلاں بن فلاں کہاں ہے؟وہ کھڑاہواوراللہ تعالیٰ سے اپناثواب لے لے۔" چنانچہ بطورِ ثواب اسے پہلے ہزار حلے اورتاج عطا کئے جائیں گے اور کہاجائے گا: "جنت میں داخل ہو جا۔" پس ایک لاکھ فرشتے ایک لاکھ تحفوں سے اس کااستقبال کریں گے اوراسے تحفے پیش کرین گے حتی کہ وہ نور سے بنے ہوئے ہزار محلات پر جائے گاجو جگمگارہے ہوں گے۔"[95]

...منگل کے نوافل...

---

[93]:۔۔۔(قوت القلوب:الفصل الحادی عشر فیه کتاب فضل الصلاۃ۔۔الخ،ج ۱؛ص ۵۲)

[94]:۔۔۔(قوت القلوب:الفصل الحادی عشر فیه کتاب فضل الصلاۃ۔۔الخ،ج ۱؛ص ۵۳)

[95]:۔۔(قوت القلوب:الفصل الحادی عشر فیه کتاب فضل الصلاۃ۔۔الخ،ج ۱؛ص ۵۳)

شہادت کی موت:

حضرت سیدنا یزید رقاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے منگل کے دن نصف دن کے وقت دس رکعت نماز پڑھی۔" ایک روایت میں ہے کہ "سورج بلند ہوتے وقت دس رکعت نماز پڑھی ہر رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ، ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھی تو ۷۰ دن تک اس کی کوئی برائی نہ لکھی جائے گی اگر ۷۰ دن کے اندر مر گیا تو شہادت کی موت مرے گا اور اس کے ۷۰ سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"[96]

...بدھ کے نوافل...

عذاب قبر اور قیامت کی سختیوں سے نجات:

حضرت سیدنا ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے بدھ کے دن سورج بلند ہوتے وقت بارہ رکعت نماز ادا کی ہر رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ، ایک بار آیۃ الکرسی، تین بار سورۂ اخلاص اور تین تین بار معوذتین (یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھیں تو عرش کے پاس ایک منادی ندا دیتا ہے: "اے اللہ عزوجل کے بندے! نئے سرے سے عمل کر تیرے گزشتہ بخش دیئے گئے۔ اللہ عزوجل نے تجھ سے قبر کا عذاب، اس کی تنگی وتاریکی اور قیامت کی سختیوں کو اُٹھالیا۔" اس دن ایک نبی کے عمل کے برابر اس کا عمل بلند ہوگا۔"[97]

...جمعرات کے نوافل...

مؤمنین ومتوکلین کی تعداد کے برابر نیکیاں:

[96]:---(قوت القلوب: الفصل الحادی عشر فیہ کتاب فضل الصلاۃ۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۳)
[97]:---(قوت القلوب: الفصل الحادی عشر فیہ کتاب فضل الصلاۃ۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۳)

حضرت سیدنا عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مدینے کے سلطان، رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے جمعرات کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعت پڑھیں پہلی رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ ۱۰۰ بار آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ ۱۰۰ بار سورۂ اخلاص پڑھی اور ۱۰۰ بار مجھ درود پاک پڑھا تو اللہ عزوجل اسے رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھنے والے کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کے لئے حج کرنے والے کی مثل ثواب ہے۔ نیز اس کے لئے مؤمنین و متوکلین کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔"[98]

...جمعہ کے نوافل...

نیکیاں ہی نیکیاں:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم سے مروی ہے کہ آقائے دوعالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "جمعہ کا پورا دن نماز کے لئے ہے۔ جب سورج قرار پکڑلے اور نیز کی مقدار یا اس سے زیادہ بلند ہو جائے تو کوئی بندۂ مومن اچھی طرح وضو کرے پھر حالت ایمان اور ثواب کی امید پر دو رکعت نماز چاشت پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے 200 نیکیاں لکھتا، اس کے 200 گناہ مٹاتا ہے اور جو چار رکعتیں پڑھے تو اللہ عزوجل جنت میں اس کے 400 درجات بلند فرماتا ہے اور جو آٹھ رکعتیں پڑھے تو اللہ عزوجل جنت میں اس کے 800 درجات بلند فرماتا اور اس کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے اور جو بارہ رکعتیں پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے 2200 نیکیاں لکھتا 2200 گناہ مٹاتا ہے اور جنت میں اس کے 2200 درجات بلند فرماتا ہے۔"[99]

...ہفتہ کے نوافل...

---

[98]:۔۔(قوت القلوب: الفصل الحادی عشر فیہ کتاب فضل الصلاۃ۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۴)

[99]:۔۔۔(قوت القلوب: الفصل الحادی عشر فیہ کتاب فضل الصلاۃ۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۳)

عرش الٰہی کے سائے میں انبیاو شہداکاساتھ:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروہ ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہفتہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھے، سلام پھیرنے ے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے اس کے لئے ایک حج و عمرے کا ثواب لکھتا، ہر حرف کے بدلے ایک سال کے روزوں کا اور رات کے قیام کا ثواب بڑھاتا، ہر حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے اور بروز قیامت وہ انبیائے کرام علیہم السلام و شہدائے عظام کے ساتھ عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوگا۔[100]

...شب معراج (۲۷ رجب المرجب)...

قرآن پاک کی سورۂ ابراہیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔[101]

صدرالافاضل مولانا مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان ایّامُ اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن سیدِعالَم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت و معراج کے دن ہیں، ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔

ستّائیسویں رجبُ المُرَجَّب کی عظمتوں کے کیا کہنے! اِسی تاریخ میں ہمارے پیارے پیارے، میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کو مِعراج شریف کا عظیمُ الشّان مُعجِزہ عطا ہوا۔[102] چنانچہ 27 ویں رجب شریف کے روزے کی بڑی فضیلت ہے۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذِیشان ہے: "رجب میں ایک

---

[100]:۔۔(المرجع السابق: ص۵۵)
[101]:۔۔۔(شُعَبُ الْاِیْمَان ج۳ص۳۷۴حدیث ۳۸۱۱)
[102]:۔۔۔(شَرحُ الزَّرقانی عَلَی المَواھِبِ اللَّدُنّیۃ ج۸ص۱۸)

دن اور رات ہے جو اُس دن روزہ رکھے اور رات کو قیام (عبادت) کرے تو گویا اُس نے سو سال کے روزے رکھے، سو برس کی شب بیداری کی اور یہ رَجَب کی ستائیس تاریخ ہے۔"

27رجب المرجب کے نوافل:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: **في رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة و ذلك لثلاث بقين من رجب فمن صلى فيها اثنتي عشر ركعة يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب و سورة من القرآن يتشهد في كل ركعتين و يسلم في آخرهن ثم يقول: سبحان الله و الحمد لله و لا إله إلا الله و الله أكبر مائة مرة و يستغفر الله مائة مرة و يصلي على النبي صلى الله عليه و سلم مائة مرة و يدعو لنفسه ما شاء من أمر دنياه و آخرته و يصبح صائما فإن الله يستجيب دعاءه كله إلا أن يدعو في معصية**

رجب میں ایک رات ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والے کو سو برس کی نیکیوں کا ثواب ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں شب ہے جو اس میں بارہ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سی ایک سُورت اور ہر دو رکعت پر اَلتَّحِیّاتُ پڑھے اور بارہ پوری ہونے پر سلام پھیرے، اس کے بعد 100 بار یہ پڑھے: سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر، اِستِغفار 100 بار، دُرُود شریف 100 بار پڑھے اور اپنی دنیاو آخِرت سے جس چیز کی چاہے دُعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی سب دُعائیں قَبول فرمائے سوائے اُس دُعا کے جو گناہ کے لئے ہو۔[103]

اھل خانہ کے 700افراد کی شفاعت کا حق:

اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو شخص رجب کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے **فصلَّى ما بين المغرب والعشاء ثنتي عشرة ركعة بست تسليمات، كلُّ ركعة بفاتحة الكتاب مرة، والقَدْرِ ثلاثا، و: {قُل هو اللهُ أحد} ثنتي عَشْرَةَ مَرة، فإذا فرغ من صلاته قال: اللهم صلِّ على محمد النبي الأمي وعلى آله بعدما يُسلِّم سبعين مرة، ثم يسجد سجدة، ويقول في سجوده: سُبُّوح قُدُّوس ربُّ الملائكة والرُّوح سبعين مرة، ثم يرفع رأسه ويقول: ربِّ اغْفِر وارْحَم وتجاوَزْ عما تعلم، إنَّك أنت العليُّ الأعظم، وفي أخرى: الأعز الأكرم سبعين مرة، ثم يسجدُ ويقولُ مثل ما قال في السجدة الأولى، ثم يسأل الله وهو ساجد حاجتَه، فإن الله لا يردُّ سائلَه"۔**

---

103 :۔۔(شُعَبُ الْاِیمان ج ۳ ص ۳۷۴ حدیث ۳۸۱۲)

پھر مغرب وعشاء کے درمیان ۱۲رکعت نمازدودورکعت کرکے پڑھے،ہر رکعت میں ایک بارسورۂ فاتحہ، تین بارسورۂ قدراور۱۲بارسورۂ اخلاص پڑھے،سلام کے بعد مجھ پر۷۰باردرودپاک پڑھے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ پھر سجدے میں ۷۰مرتبہ سُبُّوۡحٌ قُدُّوۡسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوۡحِ پڑھے، پھر سراُٹھاکر۷۰ مرتبہ یہ دعاپڑھے: رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ (یعنی اے رب عزوجل! میری مغفرت فرما،مجھ پررحم اورجوتوجانتاہے اس سے درگزرفرمابے شک توعزت وبزرگی والاہے) پھردوسراسجدہ کرے اوراس میں بھی پہلے ہی سجدے کی طرح تسبیح پڑھے پھراپنی حاجت کاسوال کرے تووہ پوری کردی جائے گی۔" حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:جوشخص یہ نمازپڑھتاہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمادیتاہے اگرچہ سمندرکی جھاگ ،ریت کے ذرات،پہاڑوں کے وزن اوردرختوں کے پتوں کے برابرہوں اوربروزقیامت وہ اپنے گھرکے اُن 700افرادکی سفارش کرے گاجن پرجہنم واجب ہوچکاہوگا۔[104]

ماہ رجب المرجب کے روزے:

حضرتِ سَیِّدُنااَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

من صام یومامن رجب کان کصیام سنة و من صام سبعة أیام غلقت عنه سبعة أبواب جهنم و من صام ثمانیة أیام فتحت له ثمانیة أبواب الجنة و من صام عشرة أیام لن یسأل الله عز و جل شیئا إلا أعطاه و من صام خمسة عشر یوما نادی مناد من السماء قد غفرت لک ما سلف فاستأنف العمل قد بدلت سیئاتکم حسنات و من زاد زاده الله و في رجب حمل نوح في السفینة فصام نوح و أمر من معه أن یصوموا و جرت بهم السفینة ستة أشهر إلی آخر ذلک لعشر خلون من المحرم"جس نے رَجَب کاایک روزہ رکھاتووہ ایک سال کے روزوں کی طرح ہوگا۔جس نے سات روزے رکھے اُس پرجہنّم کے ساتوں دروازے بند کردیئے جائیں گے ، جس نے آٹھ روزے رکھے اُس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے، جس نے دس روزے رکھے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جوکچھ مانگے گااللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے عطافرمائے گا۔اور جس نے پندرہ روزے رکھے توآسمان سے ایک مُنادی نِدا(یعنی اعلان کرنے والااعلان) کرتاہے کہ تیرے پچھلے گُناہ بَخش دیئے گئے پس تُو ازسرِنَوعمل شروع کرکہ تیری بُرائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔اورجوزائد کرے تواللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے زیادہ دے

[104]:۔۔۔(جامع الاصول:کتاب الصلاۃ،الفصل السابع فی صلاۃ الرغائب،الحدیث۴۲۶۸،ج۶،ص۱۷۰)

۔اور رَجَب میں نُوح (عَلَیہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلام) کشتی میں سوار ہوئے توخود بھی روزہ رکھا اور ہمراہیوں کو بھی روزے کا حکم دیا۔ان کی کشتی دس مُحرّم تک چھ ماہ برسرِ سفر رہی۔[105]

رجب کے پہلے تین روزوں کی فضیلت:

حضرتِ سیّدُ نا عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ بے چین دلوں کے چین، رحمتِ دارین، تاجدارِ حرمین، سرورِ کونین، نانائے حسنین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلہ وَسَلَّم کافرمانِ رحمت نشان ہے:

"رجَب کے پہلے دن کا روزہ تین سال کا کفّارہ ہے،اور دوسرے دن کا روزہ دو سال کا اور تیسرے دن کا ایک سال کا کفّارہ ہے، پھر ہر دن کا روزہ ایک ماہ کا کفّارہ ہے۔"[106]

...شب براءت(15 شعبان)...

شب براءت میں نامہ اعمال تبدیل ہوتا ہے لہٰذا ممکن ہو تو 14 شعبان المعظم کو روزہ رکھا جائے تاکہ نامہ اعمال کے آخری دن روزہ ہو، ۱۴ شعبان کو عصر کی نماز پڑھ کر وہیں نفلی اعتکاف کر لیا جائے اور نماز مغرب کے انتظار میں مسجد میں ہی ٹھہرا جائے تاکہ نامہ اعمال تبدیل ہونے کے آخری لمحات میں مسجد کی حاضری،اعتکاف اور انتظار نماز وغیرہ کا ثواب لکھا جائے۔زہے نصیب! ساری رات ہی عبادت میں گزاری جائے۔امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات یعنی شب براءت عبادت میں مصروف تھے: "**لما رفع رأسه من صلاته ليلة النصف من شعبان وجد رقعة خضراء قد اتصل نورها بالسماء مكتوب فيها**" جب عبادت سے سر اُٹھایا تو ایک "سبز پرچہ" ملا جس کا نور آسمان تک پھیلا ہوا تھا،اُس پر لکھا تھا، "**هذه براءة من النار من الملك العزيز لعبده**" یعنی خدائے مالک و غالب کی طرف سے یہ "جہنم کی آگ سے آزادی کا پروانہ" ہے جو اس کے بندے عمر بن عبد العزیز کو عطا ہوا ہے۔[107]

---

[105]:۔۔۔(شُعَبُ الْاِیمان ج۳ص۳۶۸حدیث ۳۸۰۱)
[106]:۔۔۔(اَلْجامِعُ الصَّغِیر لِلسُّیُوطی ص ۳۱۱ حدیث ۵۰۵۱،فَضائِلُ شَھْرِ رَجَب،لِلخَلّال ص۷)
[107]:۔۔۔(تفسیر روح البیان:ج۸:ص ۲۰۲)

چھ نوافل:

معمولات اولیائے کرام رحمھم اللہ السلام سے ہے کہ مغرب کے فرض وسنت وغیرہ کے بعد چھ رکعت نفل دو دو رکعت کر کے ادا کئے جائیں۔ پہلی دو رکعتوں سے پہلے یہ نیت کریں: "یااللہ عزوجل ان دو رکعتوں کی برکت سے مجھے درازئ عمر بالخیر عطا فرما۔" دوسری دو رکعتوں سے پہلے یہ نیت کریں: "یااللہ عزوجل ان دو رکعتوں کی برکت سے بلاؤں سے میری حفاظت فرما۔" تیسری دو رکعتوں سے پہلے یہ نیت کریں: "یااللہ عزوجل ان دو رکعتوں کی برکت سے مجھے اپنے سوا کسی کا محتاج نہ فرما۔" ان چھ رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد جو چاہیں وہ سورتیں پڑھ سکتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد تین تین بار سورۃ الاخلاص پڑھ لی جائے۔ ہر دو رکعت کے بعد اکیس بار قُل ھُو اللّٰہ اَحَد پوری صورت یا ایک بار سورۂ یٰسین پڑھی جائے بلکہ ہو سکے تو دونوں ہی پڑھ لیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی بلند آواز سے سورۂ یٰسین پڑھے اور بقیہ افراد خاموشی سے کان لگا کر سنیں۔ اس میں اس بات کا خیال رہے کہ دوسرا اس دوران زبان سے یٰسین شریف بلکہ کچھ بھی نہ پڑھے اور یہ مسئلہ خوب ذہن میں رہے کہ جب قرآن کریم بلند آواز سے پڑھا جائے تو جو لوگ سننے کے لئے حاضر ہیں ان پر فرض عین ہے کہ چپ چاپ خوب کان لگا کر سنیں۔ ان شاءاللہ عزوجل رات شروع ہوتے ہی ثواب کا انبار لگ جائے گا۔ ہر بار یٰسین شریف کے بعد دعائے نصف شعبان بھی پڑھی جائے۔ دعائے نصف شعبان یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْمَنِّ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْہِ ط یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط یَاذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ ط لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ط ظَھْرُ اللَّاجِیْنَ ط وَجَارُ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ ط وَاَمَانُ الْخَآئِفِیْنَ ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ شَقِیًّا اَوْ مَحْرُوْماً اَوْ مَطْرُوْداً اَوْ مُقَتَّراً عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اللّٰھُمَّ بِفَضْلِکَ شَقَاوَتِیْ

وَحِرْمَانِیْ وَطَرْدِیْ وَاقْتِتَارَ رِزْقِیْ ط وَاَثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ سَعِیْدًا مَّرْزُوْقًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَیْرَاتِ ط فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ ط عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ ط {یَمْحُوا اللّٰہُ مَایَشَآءُ وَیُثْبِتُ ج وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ} اِلٰھِیْ بِالتَّجَلِّی الْاَعْظَمِ ط فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَھْرِ شَعْبَانَ الْمُکَرَّمِ ط اَلَّتِیْ یُفْرَقُ فِیْھَا کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ وَّیُبْرَمُ ط اَنْ تُکْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ وَالْبَلْوَاءِ مَانَعْلَمُ وَمَالَانَعْلَمُ ط وَاَنْتَ بِہٖ اَعْلَمُ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ط وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اے اللہ عزوجل! اے احسان کرنے والے کہ جس پر احسان نہیں کیا جاتا! اے بڑی شان وشوکت والے! اے فضل وانعام والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پریشان حالوں کا مددگار، پناہ مانگنے والوں کو پناہ اور خوفزدوں کو امان دینے والا ہے۔ اے اللہ عزوجل! اگر تو اپنے یہاں اُمُّ الکتاب (یعنی لوح محفوظ) میں مجھے شقی (یعنی بدبخت)، محروم، دُھتکارا ہوا اور رزق میں تنگی دیا ہوا لکھ چکا ہو تو اے اللہ تعالیٰ! اپنے فضل سے میری بدبختی، محرومی، ذلت اور رزق کی تنگی کو مٹادے اور اپنے پاس اُمُّ الکتاب میں مجھے خوش بخت، (کشادہ) رزق دیا ہوا اور بھلائیوں کی توفیق دیا ہوا ثبت (تحریر) فرمادے، کہ تو نے ہی تیری نازل کی ہوئی کتاب میں تیرے ہی بھیجے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر فرمایا اور تیرا یہ فرمانا حق ہے: "جو چاہے مٹاتا ہے اور اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اس کے پاس ہے۔" خدایا عزوجل! تَجَلِّیِٔ اَعظَم کے وسیلے سے جو نصف شعبان المکرم کی رات میں ہے کہ جس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام اور اٹل کر دیا جاتا ہے۔ (یااللہ!) آفتوں کو ہم سے دور فرما کہ جنہیں ہم جانتے اور نہیں بھی جانتے جبکہ تو انہیں سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ بے شک تو سب سے بڑھ کر عزیز اور عزت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل واصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین پر درود وسلام بھیجے۔ سب خوبیاں سب جہانوں کے پالنے والے اللہ عزوجل کے لئے ہیں۔

سو100 رکعت نوافل:

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شعبان المعظم کے نوافل کے بارے میں فرماتے ہیں: شعبان المعظم کی پندرہویں رات ۱۰۰ رکعتیں پڑھے، ہر رکعت پر سلام پھیرے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ۱۱ بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ اگر چاہے تو ۱۰ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ۱۰۰ بار سورۂ اخلاص پڑھے۔۔ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مجھ سے ۳۰ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ: "جو شخص شب براءت میں یہ نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ۷۰ بار نظرِ رحمت فرماتا ہے اور ہر نظر کے ساتھ اس کی ۷۰ حاجات پوری فرماتا ہے جن میں سے سب سے چھوٹی حاجت اس کی مغفرت ہے۔"[108]

شب بیداری:

امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: قوت القلوب شریف میں ہے:
یستحب احیاء خمس عشرۃ لیلۃ (الی قولہ) لیلۃ النصف من شعبان وقد کانوا یصلون فی ھذہ اللیلۃ مائۃ رکعۃ بالف مرۃ قل ھو اللّٰہ احد، عشرا فی کل رکعۃ ویسمون ھذہ الصلٰوۃ صلٰوۃ الخیر ویتعرفون برکتھا ویجتمعون فیھا وربما صلوھا جماعۃ۔ پندرہ راتوں میں شب بیداری مستحب ہے (آگے چل کر فرمایا) ان میں ایک شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہے کہ اس میں شب بیدار رہنا مستحب ہے کہ اس میں مشائخ کرام سَو رکعت ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد کے ساتھ ادا کرتے ہر رکعت میں دس دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھتے، اس نماز کا نام انہوں نے صلٰوۃ الخیر رکھا تھا، اس کی برکت مسلمہ تھی، اس رات (یعنی پندرہ شعبان) میں اجتماع کرتے اور احیاناً نماز کو باجماعت ادا کرتے تھے۔[109]

شب بیداری کے متعلق "ردالمحتار" میں ہے: "وإحیاء لیلۃ العیدین والنصف من شعبان والعشر الأخیر من رمضان والأول من ذي الحجۃ ویکون بکل عبادۃ تعم اللیل أو أکثرہ" عیدین اور پندرھویں شعبان کی راتوں اور رمضان کی اخیر دس راتوں اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب

---

[108]:۔۔۔(احیاء العلوم: ج ۱، ص ۲۱۹)
[109]:۔۔۔فتاویٰ رضویہ، ج ۷، ص ۴۱۸)

ہے اور ساری رات عبادت ہو یا اکثر دونوں صورتوں میں شب بیداری کہلائے گی۔یعنی اکثر حصہ میں جاگنا بھی شب بیداری ہے۔[110]

عیدین میں شب بیداری:

عیدین (یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ ان دونوں) کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشا و صبح دونوں جماعت اولیٰ سے ہوں جیساکہ "**صحیح مسلم**"شریف کی حدیث پاک ہے کہ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ"جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی، اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نماز فجر جماعت سے پڑھی، اس نے ساری رات عبادت کی۔[111]

اور ان راتوں میں اگر جاگے گا تو نماز عید و قربانی وغیرہ میں دقت ہوگی۔لہٰذا اسی پر اکتفا کرے اور اگر ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر۔

شب بیداری کس چیز کا نام ہے؟

"**بہارِ شریعت**"میں مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی تحریر فرماتے ہیں: "ان راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید اور حدیث پڑھنا اور سُننا اور درود شریف پڑھنا شب بیداری ہے نہ کہ خالی جاگنا۔"[112]

شعبان المعظم اور روزے:

ہمارے پیارے آقا دوعالم کے داتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان المعظم میں کثرت سے روزے رکھنا پسند فرماتے تھے۔حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے امّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے سنا:

---

[110]:۔۔۔(کتاب الصلاۃ: باب الوتر والنوافل: ج ۲، ص ۵۶۸)

[111]:۔۔۔("صحیح مسلم"، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ العشاء...إلخ، الحدیث: ۶۵۶، ص ۳۲۹)

[112]:۔۔۔(بہارِ شریعت: ج ۱: ص ۶۷۹)

كان أحب الشهور إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يصومه شعبان ثم يصله برمضان "رسول اللہ ﷺ روزہ رکھنے کے لئے شعبان کو بہت پسند فرماتے تھے پھر آپ شعبان کو رمضان سے ملادیتے تھے۔[113]

حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قلت يا رسول الله لم أرك تصوم شهرا من الشهور ما تصوم من شعبان قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان وهو شهر ترفع فيه الأعمال إلى رب العالمين فأحب أن يرفع عملي وأنا صام

میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماہ شعبان کے علاوہ کسی دوسرے ماہ میں اس طریقہ سے (یعنی پابندی سے) روزہ رکھتا ہوا نہیں دیکھتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ مہینہ وہ مہینہ ہے کہ جس کی برکت (اور عظمت) سے لوگ غافل ہیں اور ماہ رجب اور ماہ رمضان کے درمیان یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں انسان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے پاس اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ محبوب ہے کہ میرا عمل اس حال میں اُٹھایا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔[114]

شعبان العظم میں گنہگاروں کی مغفرت:

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أتاني جبريل عليه السلام فقال هذه الليلة ليلة النصف من شعبان ولله فيها عتقاء من النار بعدد شعور غنم كلب لا ينظر الله فيها إلى مشرك و لا إلى مشاحن و لا إلى قاطع رحم و لا إلى مسبل و لا إلى عاق لوالديه و لا إلى مدمن خمر "میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے اور

---

[113]:۔۔۔(سنن ابی داؤد:ج ۲،ص ۴۷۶)

[114]:۔۔۔(سنن نسائی:ص ۳۸۷:حدیث ۲۳۵۴)

رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔[115]

نوٹ: حدیث پاک میں کپڑا لٹکانے والے کا جو بیان ہوا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو تکبر کے ساتھ ٹخنوں کے نیچے تہبند یا پاجامہ وغیرہ لٹکاتے ہیں۔

فضیلتوں والی رات:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام شب براءت میں حاضر ہوئے اور مجھ سے کہا کہ اُٹھ کر نماز ادا فرمایئے۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ کیسی رات ہے؟ عرض کی: اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ وہ رات ہے جس میں آسمان اور رحمت کے تین سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں ،آپس میں بغض و کینہ رکھنے والوں، شرابیوں اور بدکاروں کے علاوہ سب کی مغفرت کر دی جاتی ہے، ان لوگوں کی اس وقت تک مغفرت نہیں ہو گی جب تک کہ وہ سچی توبہ نہ کرلیں۔ البتہ شراب کے عادی کے لیے رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے، تو جب وہ توبہ کرلیتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اسی طرح کینہ رکھنے والے کے لیے بھی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے ساتھی (یعنی جس سے کینہ رکھتا ہے) سے کلام نہ کرلے، جب وہ اس سے کلام کرلیتا ہے تو اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل علیہ السلام اگر وہ اپنے ساتھی سے کلام نہ کرے یہاں تک کہ شبِ براءت گزر جائے تو۔۔۔؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اگر وہ اسی حالت پر برقرار رہا یہاں تک کہ (نزع کا عالم طاری ہونے کے سبب) اس کے سینے میں سانس اٹکنے لگ جائے تو اس کے لیے بھی دروازۂ رحمت کھلا رہتا ہے، اگر وہ(

[115]:۔۔۔(شعب الایمان: ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان: ج۳: ص ۳۸۴، حدیث ۳۸۳۷)

موت سے پہلے کینہ مسلم سے) توبہ کرلے تواس کی توبہ مقبول ہے، یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت البقیع کی طرف تشریف لے گئے اور سجدے میں جاکر ان الفاظ میں دعا مانگی: اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ لَا اَبْلُغُ الثَّنَاءَ عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

(یعنی اے اللہ عزوجل!) میں تیرے عذاب سے تیری معافی، تیری ناراضی سے تیری رضا اور تجھے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، تیری تعریف بلند ہے، میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا، تیری حقیقی شان وہی ہے جو تونے خود بیان فرمائی۔

حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام رات کے چوتھے پہر نازل ہوئے اور عرض کی: اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا تو دیکھا کہ رحمت کے دروازے کھلے ہیں، پہلے دروازے پر ایک فرشتہ یوں پکار رہا ہے کہ مبارک ہو اسے جو اس رات عبادت کرے، دوسرے دروازے پر بھی ایک فرشتہ یوں پکار رہا ہے کہ مبارک ہو اسے جو اس رات میں سجدہ کرے، تیسرے دروازے پر بھی ایک فرشتہ یوں ندادے رہا ہے کہ مبارک ہو اسے جو اس رات میں رکور کرے، چوتھے دروازے پر بھی ایک فرشتہ یوں ندادے رہا ہے کہ مبارک ہو اسے جو اس رات میں اپنے رب سے دعا مانگے، پانچویں دروازے پر بھی ایک فرشتہ یوں ندادے رہا ہے کہ مبارک ہو اسے جو اس رات میں اپنے رب سے مناجات کرنے میں مشغول ہو، چھٹے دروازے پر بھی ایک فرشتہ پکار رہا ہے کہ مسلمانوں کو مبارک ہو، ساتویں دروازے پر بھی ایک فرشتہ ندادے رہا ہے کہ خدا کو ماننے والوں کو مبارک ہو، آٹھویں دروازے پر بھی ایک فرشتہ پکار رہا ہے کہ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے؟ نویں دروازے پر بھی ایک فرشتہ صدا لگا رہا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ اس کی مغفرت کر دی جائے؟ اور دسوین دروازے پر بھی ایک فرشتہ ندادے رہا ہے کہ ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کر لی جائے؟ پھر رحمت دو عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام یہ دروازے کب تک کھلے رہتے ہیں؟ عرض کی رات کی ابتداء سے طلوعِ فجر تک، تو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: اس رات بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے اسی رات لوگوں کے سال بھر کے اعمال آسمانوں کی جانب بلند کیے جاتے ہیں اور اسی رات رزق تقسیم کیے جاتے ہیں۔[116]

شب براءت میں قبروں کی زیارت:

قبور کی زیارت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عظیم ہے:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ "میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کرو وہ دنیا سے بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔[117]

امّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة فخرجت فإذا هو بالبقيع فقال أكنت تخافين أن يحيف الله عليك ورسوله قلت يا رسول الله إني ظننت أنك أتيت بعض نسائك فقال إن الله عز وجل ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السما الدنيا فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب

ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نہ پایا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تلاش میں نکلی تو بقیع میں مل گئے، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری حق تلفی کریں گے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات آسمانِ دنیا پر تجلی فرماتا ہے، پس قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گنہگاروں کو بخش دیتا ہے۔[118]

شب براءت میں مروجہ آتشبازی:

---

[116] :--- (تاریخ ابن عساکر، محمد بن احمد۔۔الخ؛ حدیث ۵۹۲۳، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ، کتاب الصلاۃ، الفصل الثالث، ج ۲؛ ص ۱۲۶، حدیث ۱۴۸)

[117] :-- (ابن ماجہ؛ ماجاء فی زیارۃ القبور؛ ج ۲؛ ص ۲۵۲؛ حدیث ۱۵۷۱)

[118] :--- (جامع ترمذی: ج ۲؛ ص ۱۸۳؛ حدیث ۷۳۹)

فی زمانہ شب براءت میں جو آتشبازی ہوتی ہے وہ اسراف اور فضول خرچی ہے لہٰذا اس کا ناجائز وحرام ہونا اور اسی طرح آتش بازی کا بنانا اور بیچنا، خرید نا سب شرعاً ممنوع ہیں۔[119]

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: {وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ} ترجمۂ کنزالایمان: اور بے جا نہ خرچو ،بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں۔[120]

مُفَسّرِ شَہِیر ،حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن اس آیتِ مقدسہ کے تحت بے جا خرچ(یعنی اسراف)کی تفصیل بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ناجائز جگہ پر خرچ کرنا بھی بے جا خرچ ہے اور سارا مال خیرات کر کے بال بچوں کو فقیر بنادینا بھی بے جا خرچ ہے،ضرورت سے زیادہ خرچ بھی بے جا خرچ ہے اسی لئے اعضائے وُضو کو (بلاضرورتِ شرعی)چار بار دھونے سے منع کیا گیا ہے۔''[121]

اسراف کی تعریف:

غیرِ حق میں صرف(یعنی خرچ)کرنا(اسراف کہلاتا ہے)۔[122]

''فتاویٰ رضویہ'' جلد4صفحہ743پر ہے:

''(وہ) اسراف کہ(جو) ناجائز وگناہ ہے وہ صرف(ان) دو صورتوں میں ہوتا ہے ،ایک یہ کہ کسی گناہ میں صَرف (یعنی خرچ)واستعمال کریں،دوسرے بیکار محض مال ضائع کریں۔[123]

"فتاویٰ رضویہ"جلد23 صفحہ 279پر ہے کہ

---

[119]:۔۔۔(فتاویٰ اجملیہ:ج۴،ص۵۲)
[120]:۔۔۔(پ۸:الانعام:۱۴۱)
[121]:۔۔۔(نورالعرفان)
[122]:۔۔۔(فتاویٰ رضویہ:ج۱:ص۹۲۰:رضافاؤنڈیشن)
[123]:۔۔۔(فتاویٰ رضویہ:ج۴،ص۷۴۳)

"آتشبازی جس طرح شادیوں اور شب براءت میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جُرم ہے کہ اس میں تضییع مال (مال کا ضائع کرنا) ہے۔[124]

آتشبازی کی جائز صورتیں:

امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے آتشبازی بنانے اور چھوڑنے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ یہ حرام ہے یا نہیں، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"ممنوع وگناہ ہے مگر (یعنی البتہ) جو صورت خاصہ لہو ولعب و تبذیر و اسراف سے خالی ہو (یعنی ان مخصوص صورتوں میں جائز ہے جو کھیل کود اور فضول خرچی سے خالی ہو)، جیسے اعلان ہلال (یعنی چاند نظر آنے کا اعلان) یا جنگل میں یا وقت حاجت شہر میں بھی دفع جانوران موذی (یعنی ایذا دینے والے جانوروں کو بھگانے کے لئے) یا کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں (اور پرندوں) کے بھگانے اڑانے کو ناڑیاں پٹاخے تو مڑیاں چھوڑنا۔

فان الامور بمقاصد ھا وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری مانوٰی ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ اس لئے کہ امور اپنے مقاصد پر مبنی ہوا کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال کی بنیاد ارادوں اور نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔[125]

...لیلۃ القدر...

لَیلَۃُ الْقَدْر انتہائی بَرَکت والی رات ہے اس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پوری سورت اس رات کی فضیلت میں نازل فرمائی ہے۔ اِس کو لَیلَۃُ الْقَدْر اِس لئے کہتے ہیں کہ اِس میں سال بھر کے اَحکام نافذ کئے جاتے ہیں۔ یعنی فِرِشتے رَجِسٹروں میں آئِندہ سال ہونے والے مُعامَلات لکھتے ہیں۔ جیسا کہ "تَفسیرِ

---

[124]:۔۔(فتاویٰ رضویہ: ج ۲۳، ص ۲۷۹)

[125]:۔۔۔(فتاویٰ رضویہ: ج ۲۳، ص ۲۹۰)

صاوِی" جلد ۶ صفحہ نمبر ۲۳۹۸ پر ہے، " اَیْ اِظْہَارُ ھَا فِیْ دَوَا وِیْنِ الْمَلَاءِ الْاَ عْلٰی ۔" ترجمہ: اسے (یعنی امورِ تقدیر کو) مقرّب فرشتوں کے رجسٹروں میں ظاہر کردیا جاتا ہے۔

اور بھی مُتَعَدّد شَرافتیں اِس مُبارَک رات کو حاصِل ہیں۔مُفَسّرِشہیرحکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: "اِس شب کو لیلۃُالْقَدْر چند وُجوہ سے کہتے ہیں (۱) اس میں سالِ آئندہ کے اُمور مقرّر کرکے ملائکہ کے سپُرد کردیئے جاتے ہیں۔قَدْر بمعنی تقدیر یاقدر بمعنی عزّت یعنی عزّت والی رات (۲) اس میں قَدْروالاقرآنِ پاک نازِل ہوا (۳) جوعِبادت اس میں کی جاوے اُس کی قدر ہے (۴) قَدْر بمعنیٰ تنگی یعنی ملائکہ اِس رات میں اِس قَدْر آتے ہیں کہ زمین تنگ ہوجاتی ہے۔ان وُجوہ سے اسے شبِ قَدْر یعنی قدر والی رات کہتے ہیں۔[126]

"صحیح بخاری "شریف کی حدیث میں ہے،

مَنْ یَقُمْ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ "جس نے اِس رات میں ایمان اور اِخلاص کے ساتھ قیام کیا تواِس کے عمر بھر کے گُزشتہ گُناہ مُعاف کردیئے جائیں گے۔[127]

سورۂ قدرکاشانِ نزول:

سُورہ قَدْر کا شانِ نُزول بَیان کرتے ہوئے بَعض مُفَسّرِینِ کِرام نے ایک نِہایَت ہی اِیمان اَفروز حکایت بَیان کی ہے۔اِس کا مضمون کچھ اس طرح ہے، کہ حضرتِ شَمْعُون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہزار ماہ اِس طرح عِبادت کی کہ رات کو قیام اور دِن کو روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کُفّار کے ساتھ جِہاد بھی کرتے۔وہ اِس قَدْر طاقتور تھے کہ لوہے کی وَزنی اور مَضبوط زنجیروں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ ڈالتے تھے۔

کُفّارِ نابَہنجار نے جب دیکھا کہ حضرتِ شَمْعُون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کوئی بھی حَربہ کار گر نہیں ہوتا تو باہم مشورہ کرنے کے بعد بہُت سارے مال و دولت کا لالچ دیکر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زَوجہ کو اِس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ کسی رات نیند کی حالت میں پائے تو انہیں نِہایَت ہی مضبوط رَسیّوں سے خوب اچھّی طرح جکڑ کر اِن کے حوالے کردے۔چُنانچِہ بے وَفا بیوی نے ایساہی کیا۔جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے اور اپنے آپ کو رَسیّوں سے بندھا ہوا پایا تو فوراً اپنے اَعضاء کو حَرَکت دی۔دیکھتے ہی دیکھتے رسیّاں ٹوٹ گئیں اور آپ رحمۃ اللہ

---

[126]:---(مواعظِ نعیمیہ ص ۲۲)
[127]:---(صحیح بُخاری ج ۱ ص ۲۶۰ حدیث ۲۰۱۴)

تعالیٰ علیہ آزاد ہو گئے۔ پھر اپنی بیوی سے اِستِفسار کیا، "مجھے کِس نے باندھ دیا تھا؟ بے وفا بیوی نے وفاداری کی نَقلی اَداؤں سے جُھوٹ مُوٹ کہہ دیا کہ میں تو آپ کی طاقت کا اندازہ کر رہی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِن رسیّوں سے کِس طرح اپنے آپ کو آزاد کرواتے ہیں۔" بات رَفع دَفع ہو گئی۔ ایک بار ناکام ہونے کے باوُجُود بے وفا بیوی نے ہِمّت نہیں ہاری اور مُسَلسَل اِس بات کی تاک میں رہی کہ کب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر نیند طاری ہو اور وہ اِنہیں باندھ دے۔

آخِر کار ایکبار پھر موقع مل ہی گیا۔ لہٰذا جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر نیند کا غَلَبہ ہُوا تو اُس ظالِمہ نے نہایت ہی چالاکی کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لوہے کی زنجیروں میں اچھّی طرح جَکڑ دیا۔ جُوں ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھ کھلی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک ہی جھٹکے میں زنجیر کی ایک ایک کڑی الگ کر دی اور بآسانی آزاد ہو گئے۔ بیوی یہ منظر دیکھ کر سَٹپٹا گئی مگر پھر مکّاری سے کام لیتے ہوئے وُہی بات دُہرادی کہ میں تو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو آزما رہی تھی۔ دَورانِ گفتگو (حضرتِ) شَمعُون (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنی بیوی کے آگے اپنا راز اِفشاء کر دیا کہ مجھ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بڑا کرم ہے اُس نے مجھے اپنی وِلایت کا شَرَف عِنایَت فرمایا ہے۔ مجھ پر دُنیا کی کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی مگر ہاں، "میرے سَر کے بال"۔ چالاک عورت ساری بات سمجھ گئی۔ اُسے دُنیا کی محبت نے اندھا کر دیا تھا۔ آخر ایک بار موقعہ پا کر اُس نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی کے اُن آٹھ گیسُوؤں سے باندھ دیا جِن کی درازی زمین تک تھی۔ (یہ اگلی اُمّت کے بزرگ تھے۔ ہمارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتِ گیسو زیادہ سے زیادہ شانوں تک ہے) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنکھ کھلنے پر بڑا زور لگایا مگر آزاد نہ ہو سکے۔ دُنیا کی دولت کے نَشہ میں بدمست بے وفا عورت نے اپنے نیک اور پارسا شوہر کو دشمنوں کے حوالے کر دیا۔

کُفّارِ بد اَطوار نے حضرتِ شَمعُون (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ایک سُتُون سے باندھ دیا اور اِنتِہائی بے دردی اور سَفّاکی سے اُن کے ناک، کان کاٹ ڈالے اور آنکھیں نِکال لیں۔ اپنے وَلی کامِل کی بے کَسی پر رَبُّ الْعِزَّت

عَزَّوَجَلَّ کی غیرت کو جوش آیا۔ قَہرِقہّار وغَضَبِ جبّار نے ظالِم کافِروں کو زمین کے اندر دھنسادیا اور دُنیا کے لالچ میں آکر بے وفائی کرنے والی بدنصیب بیوی پر قَہرِخُداوندی عَزَّوَجَلَّ کی بجلی گری اور وہ بھی خاکِستَر ہو گئی۔[128]

ہماری عمریں تو بہت قلیل ہیں:

حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب حضرتِ شَمعُون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عِبادات وجہاد و تکالیف ومَصَائِب کا تذکرہ سُنا تو انہیں حضرتِ شَمعُون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بڑا رشک آیا اور ماہِ نُبُوَّت، آقائے رَحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خِدمتِ بابَرَکت میں عَرض کی، "یارسولَ اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہمیں تو بہُت تھوڑی عُمریں ملی ہیں۔ اِس میں بھی کچھ حِصّہ نیند میں گُزرتا ہے تو کچھ طَلَبِ مَعاش میں، کھانے پکانے میں اور دیگر اُمُورِ دُنیوی میں بھی کچھ وقت صَرف ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم تو حضرتِ شَمعُون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح عِبادت کرہی نہیں سکتے۔ یوں بنی اِسرائیل ہم سے عِبادت میں بڑھ جائیں گے۔"

اُمّت کے غمخوار آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ سُن کر غمگین ہو گئے۔ اُسی وَقت حضرتِ سیِّدُنا جبرئیلِ اَمین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام حاضِرِ خِدمتِ بابَرَکت ہوئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانِب سے سُورہ قَدر پیش کی۔ اور تسلّی دے دی گئی کہ پیارے حَبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رَنجیدہ نہ ہوں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت کو ہم نے ہر سال میں ایک ایسی رات عنایت فرمادی کہ اگر وہ اُس رات میں میری عِبادت کریں گے تو حضرتِ شَمعُون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہزار ماہ کی عِبادت سے بھی بڑھ جائیں گے۔[129]

ایک ہزار شہزادے:

سُورۃُ القَدر کا ایک اور شانِ نُزول مشہور تابعی حضرت سَیِّدُنا کعبُ الْاَحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَنقُول ہے۔ چُنانچہ سَیِّدُنا کعبُ الْاَحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، بنی اسرائیل میں ایک نیک خصلت بادشاہ تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس زمانے کے نبی علیہ السلام کی طرف وَحی فرمائی کہ فُلاں سے کہو کہ اپنی تمنّا بیان کرے۔ جب اس

128:۔۔۔(ماخوذ از مُکاشَفَۃُ القُلُوب؛ص ۳۰۶)
129:۔۔۔(ماخوذ از تفسیرِ عزیزی ج ۴ ص ۴۳۴)

کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی، "اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ میری تمنا ہے کہ میں اپنے مال، اولاد اور جان کے ساتھ جِہاد کروں۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ایک ہزار لڑکے عطا فرمائے۔ وہ اپنے ایک ایک شہزادے کو اپنے مال کے ساتھ لشکر کیلئے تیار کیا کرتا اور پھر اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مجاہد بنا کر بھیج دیتا۔ وہ ایک ماہ جہاد کرتا اور شہید ہو جاتا۔ پھر دوسرے شہزادے کو لشکر میں تیار کرتا تو ہر ماہ ایک شہزادہ شہید ہو جاتا۔ اِس کے ساتھ ساتھ بادشاہ رات کو قِیام کرتا اور دِن کو روزہ رکھا کرتا۔ ایک ہزار مہینوں میں اس کے ہزار شہزادے شہید ہو گئے۔ پھر خود آگے بڑھ کر جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اِس بادشاہ کا مرتبہ کوئی شخص نہیں پا سکتا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیتِ مبارکہ نازِل فرمائی کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (ترجمہ کنزالایمان: شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر) یعنی اس بادشاہ کے ہزار مہینوں سے جو کہ اِس نے رات کے قیام، دِن کے روزوں اور مال، جان اور اولاد کے ساتھ راہِ خُدا عَزَّوَجَلَّ میں جہاد کرکے گُزارے اِس سے بہتر ہے۔ [130]

لڑائی کا وبال:

حضرتِ سَیِّدُ نا عُبادَہ بن صامِت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ

پیارے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم باہَر تشریف لائے تاکہ ہم کو شَبِ قَدر کے بارے میں بتائیں (کہ کِس رات میں ہے) دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "میں اِس لئے آیا تھا کہ تمھیں شبِ قَدر بتاؤں لیکن فُلاں فُلاں شخص جھگڑ رہے تھے۔ اِس لئے اِس کا تَعَیُّن اُٹھالیا گیا۔ اور ممکِن ہے کہ اِسی میں تمہاری بہتری ہو۔ اب اِس کو (آخری عَشرے کی) نویں، ساتویں، اور پانچویں راتوں میں ڈھونڈو۔" [131]

علاماتِ شبِ قدر:

---

[130]:۔۔۔(تفسیرِ قُرطُبی ج ۲۰ پ ۳۰ ص ۱۲۲)

[131]:۔۔۔(صحیح بُخاری ج ۱ ص ۶۶۳ حدیث ۲۰۲۳)

حضرتِ سَیّدُ نا عُبَادَہ بن صامِت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ والا تبار، بِاِذنِ پروردگار دو جہاں کے مالِک ومختار، شَہَنْشاہِ اَبرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں شبِ قدر کے بارے میں سُوال کیا تو سرکارِ مدینہ منوّرہ، سردارِ مکّہ مکرّمہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

هِيَ فِي رَمَضَانَ الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَإِنَّهَا وِتْرٌ فِي إِحْدَى وَعِشْرِينَ أَوْ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ أَوْ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ أَوْ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ أَوْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَوْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ فَمَنْ قَامَهَا إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ "شبِ قدر رَمضانُ المُبارَک کے آخری عَشرہ کی طاق راتوں یعنی اِکیسویں (۲۱)، تئیسویں (۲۳)، پچیسویں (۲۵)، ستائیسویں (۲۷) یااُنتیسویں (۲۹) شب یا رَمضان کی آخری شب میں ہے۔ تو جو کوئی اِیمان کے ساتھ بہ نیّتِ ثواب اِس مُبارَک رات میں عِبادت کرے، اُس کے تمام گُزشتہ گُناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَارَةَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَنَّهَا صَافِيَةٌ بَلْجَةٌ كَأَنَّ فِيهَا قَمَرًا سَاطِعًا سَاكِنَةٌ سَاجِيَةٌ لَا بَرْدَ فِيهَا وَلَا حَرَّ وَلَا يَحِلُّ لِكَوْكَبٍ أَنْ يُرْمَى بِهِ فِيهَا حَتَّى تُصْبِحَ وَإِنَّ أَمَارَتَهَا أَنَّ الشَّمْسَ صَبِيحَتَهَا تَخْرُجُ مُسْتَوِيَةً لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَلَا يَحِلُّ لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا يَوْمَئِذٍ

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لیلۃ القدر کی عَلامات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مُبارَک شب کُھلی ہوئی، روشن اور بِالکل صاف وشَفّاف ہوتی ہے۔ اِس میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ زیادہ سَردی بلکہ یہ رات مُعتَدِل ہوتی ہے، گویا کہ اِس میں چاند کُھلا ہوا ہوتا ہے، اِس پُوری رات میں شیاطِین کو آسمان کے سِتارے نہیں مارے جاتے۔ مزید نِشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اِس رات کے گُزرنے کے بعد جو صُبح آتی ہے اُس میں سُورج بِغیر شُعاع کے طُلوع ہوتا ہے اور وہ ایسا ہوتا ہے گویا کہ چودھویں کا چاند۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِس دِن طُلوعِ آفتاب کے ساتھ شیطان کو نِکلنے سے روک دیا ہے۔ (اِس ایک دِن کے عِلاوہ ہر روز سُورج کے ساتھ ساتھ شیطان بھی نِکلتا ہے)۔[132]

ستائیسویں رات کو شبِ قدر:

[132]:۔۔۔(مُسندِاِمام احمد ج۸ص ۴۱۴ حدیث ۲۲۸۲۹)

اگرچہ بُزُرگانِ دین اور مُفَسِّرین و مُحَدِّثین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تعالیٰ اجمعین کا شبِ قَدْر کے تعَیُّن میں اِختِلاف ہے۔ تاہم بھاری اکثریّت کی رائے یہی ہے کہ ہر سال شَبِ قَدْر ماہِ رَمضانُ الْمُبارَک کی ستائیسویں شَب کو ہی ہوتی ہے حضرتِ سَیِّدُنا اُبَیّ بِن کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ستائیسویں شبِ رَمَضان ہی کو شَبِ قَدْر کہتے ہیں۔[133]

حُضُورِ غوثِ اعظم سَیِّدُ نا شیخ عبدُ القادِر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانی بھی اِسی کے قائِل ہیں۔ حضرتِ سَیِّدُ نا عبدُ اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی یہی فرماتے ہیں۔ حضرتِ سَیِّدُ نا شاہ عبدُ العزیز مُحَدِّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللّٰہِ القوی بھی فرماتے ہیں کہ شَبِ قَدْر رَمَضان شریف کی ستائیسویں رات ہی کو ہوتی ہے۔ اپنے بَیان کی تائید کیلئے اُنہوں نے دو دلائل بَیان فرمائے ہیں ،اَوَّلاً یہ کہ "لَیْلَةُ الْقَدْر" کا لفظ نو حُروف پر مُشْتَمِل ہے اور یہ کلِمہ سُورۃُ القَدْر میں تین مرتبہ استِعمال کیا گیا ہے۔اِس طرح "تین" کو "نو" سے ضَرب دینے سے حاصِلِ ضَرب ''ستائیس'' آتا ہے۔ جو اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ شبِ قَدْر ستائیسویں کو ہوتی ہے۔ دوسری تَوجِیہ یہ پیش کرتے ہیں کہ اِس سُورہ مُبارَکہ میں تیس کلِمات (یعنی تیس الفاظ) ہیں۔ ستائیسواں کلِمہ "هِیَ" ہے جس کا مرکز لَیْلَةُ الْقَدْر ہے ۔ گویا اللہ تَبارَکَ وَتَعالیٰ کی طرف سے نیک لوگوں کیلئے یہ اِشارہ ہے کہ رَمَضان شریف کی ستائیسویں کو شبِ قَدْر ہوتی ہے۔[134]

شبِ قدر میں پڑھئے:

امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْہَهُ الْکَرِیم فرماتے ہیں، "جو کوئی شَبِ قَدْر میں سُورۃُ القَدْر سات بار پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے ہر بلا سے مَحفُوظ فرما دیتا ہے اور ستّر ہزار فرِشتے اس کیلئے جَنَّت کی دُعاء کرتے ہیں اور جو کوئی (سال بھر میں جب کبھی) جُمُعہ کے روز نَمازِ جُمُعہ سے قَبل تین بار پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس روز کے تمام نَماز پڑھنے والوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھتا ہے۔"[135]

شبِ قدر کی دُعا:

133:۔۔۔(تفسیرِ صاوی ج ٦ ص ٢٤٠٠)
134:۔۔۔(تَفسیرِ عَزیزی ج ٤ ص ٤٣٧)
135:۔۔۔(نُزھَةُ الْمَجَالِس ج ١ ص ٢٢٣)

اُمّ المُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رِوایَت فرماتی ہیں ،مَیں نے اپنے سرتاج، صاحِبِ مِعراج صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں عَرض کی،" یارسولَ اللہ! عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اگر مجھے شبِ قَدر کا عِلْم ہو جائے تو کیا پڑھوں ؟" سرکارِ اَبَدِ قرار، شفیعِ روزِ شُمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اِس طرح دُعاء مانگو- :اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی یعنی، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ بیشک تُو معاف فرمانے والا ہے اور مُعافی دینے کو پسند بھی کرتا ہے لہٰذا مجھے بھی مُعاف فرمادے۔[136]

شبِ قدر کے نوافل:

حضرتِ سَیِّدُنا اِسمٰعیل حَقّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "تفسیرِ رُوحُ البَیان "میں یہ رِوایَت نَقل کرتے ہیں ،جو شبِ قَدَر میں اِخلاصِ نِیّت سے نوافِل پڑھے گا۔اُس کے اگلے پچھلے گُناہ مُعاف ہو جائیں گے۔[137]

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم جب رَمَضانُ المُبارک کے آخری دس دِن آتے تو عِبادت پر کمر باندھ لیتے ان میں راتوں کو جاگا کرتے اور اپنے اہل کو جگایا کرتے۔[138]

حضرتِ سَیِّدُنا اِسمٰعیل حَقّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نَقل کرتے ہیں کہ بُزُرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللہُ المبین اس عَشرے کی ہر رات میں دو رکعت نفل شبِ قَدر کی نیّت سے پڑھا کرتے تھے۔ نیز بعض اکابِر سے منقول ہے کہ جو ہر رات دس آیات اِس نیّت سے پڑھ لے تو اس کی بَرَکت اور ثواب سے محروم نہ ہوگا۔اور فقیہ اَبُواللَّیث سمر قندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، شبِ قَدر کی کم سے کم نَماز دو رَکعَت ہے اور زیادہ سے زیادہ ہزار رَکعَت (نوافِل) اور درمیانہ دَرَجہ دو سو رَکعَت ہے،اور ہر رَکعَت میں اوسط قِراءَت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورہ قَدر اور تین مرتبہ سورہ اِخلاص پڑھے اور ہر دو رَکعَت کے بعد سلام پھیرے اور سلام کے بعد سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم پر دُرُود پاک بھیجے اور پھر نَماز کے لئے کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ اپنا دو سو رَکعَت کا یا اس سے کم یا اِس سے زیادہ کا جو ارادہ کیا ہو پورا کرے تو ایسا کرنا اِس شَبِ قَدر کی جَلالتِ قَدر جو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بیان فرمائی اور

---

[136]:---(جامع ترمذی ج۵ ص۳۰۶ حدیث۳۵۲۴)

[137]:---(رُوحُ البَیان ج۱۰ ص۴۸۰)

[138]:---(سنن ابنِ ماجہ ج۲ ص۳۵۷ حدیث۱۷۶۸)

جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ و سلم نے اس کے قیام کی مُتَعَلِّق ارشاد فرمایا ہے اس کے لئے اسے کِفایت کریگا۔[139]

...شوال المکرم...

عیدالفطر کے بعد چھ روزوں کے فضائل:

حضرتِ سَیِّدُنا عبد اللہ بن عُمَر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے، رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: "جس نے رَمَضان کے روزے رکھے پھر چھ دن شَوّال میں رکھے تو گُناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔"[140]

گویا عمر بھر کا روزہ رکھا:

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ایّوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ نامدار مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ "جس نے رَمَضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ ۶ شَوّال میں رکھے۔ تو ایسا ہے جیسے دَہر کا (یعنی عمر بھر کیلئے) روزہ رکھا۔"[141]

سال بھر روزے رکّھے:

حضرتِ سَیِّدُنا ثَوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوِیَت ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا:

قَالَ مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ {مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا} "جس نے عیدُالفِطر کے بعد (شَوّال میں) چھ 6 روزے رکھ لئے تو اُس نے پورے سال کے روزے رکھے کہ جو ایک نیکی لائے گا اُسے دس ملیں گی۔"[142]

رَمَضان و شش عید کے روزوں کی بَرَکت:

[139]:---(رُوحُ البَیان ج ۱۰ ص ۴۸۳)
[140]:---(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۴۲۵ حدیث ۵۱۰۲)
[141]:---(صحیح مسلِم ص ۵۹۲ حدیث ۱۱۶۴)
[142]:---(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۳۳ حدیث ۱۷۱۵)

حضرتِ سَیِّدُنا سُفیان ثَوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،ایک بار میں تین سال تک مَکّہ مکرّمہ زادَھَااللہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْماً میں مُقیم رہا۔ ایک مّکی شخص روزانہ دوپہر کے وقت طوافِ کعبہ کرتا، دوگانہ ادا کرتا پھر مجھے سلام کرتا اور اپنے گھر چلا جاتا۔ مجھے اُس نیک بندے سے مَحَبَّت ہو گئی۔ وہ سخت بیمار ہو گیا میں عِیادت کے لئے حاضِر ہوا تو اُس نے مجھے وصیَّت کی، "جب میں فوت ہو جاؤں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ہاتھوں سے غسل دے کر میری نَمازِ جنازہ ادا فرمایئے، مجھے تنہا نہ چھوڑیئے بلکہ ساری رات میری قَبر کے پاس تشریف فرما رہئے نیز مُنکَر نکیر کی آمد کے وقت مجھے تلقین فرمائیگا"۔ میں نے حامی بھر لی۔ چُنانچہ اس کے انتقال کے بعد میں نے حسبِ وصیَّت عمل کیا۔ قَبر کے پاس حاضِر تھا کہ مجھے اُونگھ آ گئی۔ میں نے ہاتِفِ غَیبی کی آواز سنی،" اے سُفیان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) !اِس کو تیری تلقین و قُربَت کی کوئی حاجت نہیں، اِس لئے کہ ہم نے خود ہی اِس کو اُنس دیا اور تلقین کی۔" میں نے کہا، اِس کو کس عمل کے سبب یہ رُتبہ ملا؟ آواز آئی، "رَمَضانُ الْمبارَک اور اس کے بعد شوّالُ المُکَرَّم کے چھ روزے رکھنے کی بَرَکت سے۔" حضرتِ سَیِّدُنا سُفیان ثَوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، اِس ایک رات میں یِہی خواب میں نے تین ۳ بار دیکھا۔ میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عَرض کی، یا اللہ ! عَزَّوَجَلَّ مجھے بھی اپنے فَضل و کرم سے ان روزوں کی توفیق عطا فرما۔[143]

شش عید کے روزے کب رکھے جائیں؟

خلیل ملت حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادِری بَرکاتی علیہ رحمۃ الھادی فرماتے ہیں: یہ روزے عید کے بعد لگاتار رکھے جائیں تب بھی مضایقہ نہیں اور بہتر یہ ہے کہ متفرق (یعنی ناغہ کر کرکے) رکھے جائیں یعنی ہر ہفتہ میں دو روزے اور عید الفطر کے دوسرے روز ایک روزہ رکھ لے اور پورے ماہ میں رکھے تو اور بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔[144] اَلغَرَض عیدُ الفِطر کا دن چھوڑ کر سارے مہینے میں جب چاہیں شش عید کے روزے رکھ سکتے ہیں۔

...ذوالحجۃ الحرام...

ذوالحجۃ الحرام کے اِبتدائی دس دن کے فضائل:

[143]:---(قَلیوبی: ص ۱۴)
[144]:---(سنی بھشتی زیور ص ۳۴۷)

بعض احادیثِ مُبارَکہ کے مطابِق ذُوالْحجّۃِالْحرام کاپہلا عَشَرہ (یعنی ابتِدائی دس دن) رَمَضانُ الْمُبارَک کے بعد سب دِنوں سے افضل ہے۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، محبوبِ ربِّ غفّارعَزَّوَجَل و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کافرمانِ نور بار ہے: "ان دس 10 دنوں سے زیادہ کسی دن کانیک عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کو محبوب نہیں۔'' صحابہ کِرام علیہم الرضوان نے عرض کی، "یا رسول اللہ ! صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اورنہ راہِ خُدا میں جہاد ؟ "فرمایا، "اور نہ راہِ خُدا عَزَّوَجَلّ میں جِہاد ، مگر وہ کہ اپنے جان ومال لیکر نکلے پھر ان میں سے کچھ واپَس نہ لائے۔ (یعنی صِرف وہ مُجاہِد افضل ہوگاجو جان ومال قربان کرنے میں کامیاب ہوگیا) [145]

شبِ قَدر کے برابر فضیلت:

حدیثِ پاک میں ہے، اللہ عَزَّوَجَلّ کو عَشَرہ ذُوالْحجَّہ سے زیادہ کسی دن میں اپنی عِبادت کیا جانا پسندیدہ نہیں اِس کے ہردن کاروزہ ایک سال کے روزوں اور ہرشب کاقیام شبِ قَدر کے برابر ہے۔" [146]

عَرَفہ کا روزہ:

حضرتِ سَیِّدُنا ابو قَتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رِوایَت ہے ،سُلطانِ مدینہ، قرارِ قَلْب وسینہ ، فیض گنجینہ ، صاحِبِ مُعَطَّر پسینہ، باعِثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کافرمانِ باقرینہ ہے: " مجھے اللہ پر گُمان ہے کہ عَرَفہ (یعنی 9 ذوالحِجَّۃِالحرام) کاروزہ ایک سال قَبْل اور ایک سال بعد کے گُناہ مِٹادیتا ہے۔" [147]

ایک روزہ ہزار روزوں کے برابر:

اُمُّ الْمؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے رِوایَت ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: عَرفہ (یعنی 9 ذوالحِجَّۃِالحرام) کاروزہ ہزار روزوں کے برابر ہے۔ [148] مگرحج کرنے والے پر جوعَرَفات میں ہے اُسے عَرَفہ (یعنی 9 ذوالحِجَّۃِالحرام) کے دِن روزہ مکروہ ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا ابن خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرتِ سَیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حُضُورپُر نُور، شافِع یومُ النُّشُور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عَرَفہ کے دِن (یعنی 9 ذوالحِجَّۃِالحرام کے روز حاجی کو) عَرفات میں روزہ رکھنے سے مَنْع فرمایا۔ [149]

145:۔۔۔(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۳ حدیث ۹۶۹)
146:۔۔۔(جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۹۲ حدیث ۷۵۸)
147:۔۔۔(صحیح مُسلم ص ۵۹۰ حدیث ۱۹۶)
148:۔۔۔(شُعَبُ الایمان ج ۳ ص ۳۵۷ حدیث ۳۷۶۴)
149:۔۔۔(صحیح ابن خُزیمہ ج ۳ ص ۲۹۲ حدیث ۲۱۰۱)

...محرم الحرام...

عاشُوراء کی 25 خُصُوصِیّات:

(1) 10 محرَّمُ الحَرام عاشوراء کے روز حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی توبہ قَبول کی گئی (2) اِسی دن انہیں پیدا کیا گیا (3) اِسی دن انہیں جنّت میں داخِل کیا گیا (4) اِسی دن عَرش (5) کُرسی (6) آسمان (7) زمین (8) سورج (9) چاند (10) سِتارے اور (11) جنّت پیدا کئے گئے (12) اِسی دن حضرتِ سیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پیدا ہوئے (13) اِسی دن انہیں آگ سے نَجات ملی (14) اِسی دن حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اور آپ کی اُمّت کو نَجات ملی اور فرعون اپنی قوم سَمیت غَرق ہوا (15) اسی دن حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پیدا کئے گئے (16) اسی دن انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا (17) اسی دن حضرتِ سیِّدُنا نوح عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی کشتی کوہِ جُودی پر ٹھہری (18) اسی دن حضرتِ سیِّدُنا سُلیمان عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو مُلکِ عظیم عطا کیا گیا (19) اسی دن حضرتِ سیِّدُنا یونُس عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے (20) اسی دن حضرتِ سیِّدُنا یعقوب عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی بینائی کا ضُعف دور ہوا (21) اسی دن حضرتِ سیِّدُنا یوسف عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام گہرے کُنویں سے نکالے گئے (22) اسی دن حضرتِ سیِّدُنا ایوب عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تکلیف رَفع کی گئی (23) آسمان سے زمین پر سب سے پہلی بارِش اسی دن نازل ہوئی اور (24) اسی دن کا روزہ اُمّتوں میں مشہور تھا یہاں تک کہ یہ بھی کہا گیا کہ اس دن کا روزہ ماہِ رَمَضانُ المبارَک سے پہلے فرض تھا پھر مَنسوخ کر دیا گیا۔[150] (25) سیِّدُنا امامِ حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بمع شہزادگان و رُفقاء تین دن بھوکا رکھنے کے بعد اسی عاشوراء کے روز دشتِ کربلا میں انتہائی سفّاکی کے ساتھ شہید کیا گیا۔

مُحرَّمُ الحرام اور عاشُورا کے روزوں کے فضائل:

[150]:۔۔(مُکاشَفَۃُ الْقُلُوب ص ۳۱۱، بستان الوعظین للجوزی ص ۲۲۸)

حضرتِ سَیّدُ نا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایَت ہے حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "رَمضان کے بعد مُحَرَّم کا روزہ افضل ہے اور فَرض کے بعد افضل نَماز صَلٰوۃُ اللَّیل (یعنی رات کے نوافِل) ہے۔[151] ایک اور روایت میں ہے: مُحَرَّم کے ہر دن کا روزہ ایک مہینہ کے روزوں کے برابر ہے۔[152]

یوم موسیٰ علیہ السلام:

حضرتِ سیّدُ نا عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشادِ گرامی ہے، "رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم جب مدینۃُ الْمُنَوَّرہ زادَھَااللہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْمًا میں تشریف لائے، یَہُود کو عاشوراء کے دن روزہ دار پایا تو ارشاد فرمایا: یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ عَرض کی، یہ عظمت والا دن ہے کہ اِس میں موسٰی علیہِ الصّلٰوۃ وَالسّلام اور اُن کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نَجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا۔ لٰہذا موسٰی علیہِ الصّلٰوۃ وَالسّلام نے بطورِ شکرانہ اِس دن کا روزہ رکھا، تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: موسٰی (علیہِ الصّلٰوۃ وَالسّلام) کی مُوافقت کرنے میں بہ نسبت تمھارے ہم زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہیں۔ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خُود بھی روزہ رکھا اور اِس کا حُکم بھی فرمایا۔[153]

اِس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عَزَّوَجَلَّ کوئی خاص نِعمت عطا فرمائے اُس کی یادگار قائم کرنا دُرُست و محبوب ہے کہ اس طرح اُس نِعمتِ عُظمٰی کی یاد تازہ ہو گی۔ اور اُس کا شکر ادا کرنے کا سبب بھی ہو گا خود قُرآنِ عظیم میں ارشاد فرمایا:-:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: اور انھیں اللہ کے دن یاد دلا۔[154]

صدرُ الافاضِل حضرتِ علامہ مولٰینا سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ اَیّٰمِ اللہ سے وہ دن مُراد ہیں جن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں پر انعام کئے جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے مَنّ وسَلوٰی اتارنے کا دن، حضرت سیِّدُ نا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے لئے دریا میں راستہ بنانے کا دن۔

---

[151]:۔۔(صحیح مسلم ص ۱۸۹ حدیث ۱۱۶۳)
[152]:۔۔۔(طَبَرانی فی الصغیرج ۲ ص ۸۷ حدیث ۱۵۸۰)
[153]:۔۔۔(صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۵۶ حدیث ۲۰۰۴)
[154]:۔۔۔(پ ۱۳، ابراھیم ۵)

ان اَیّام میں سب سے بڑی نعمت کے دن سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وِلادت ومِعراج کے دن ہیں ان کی یاد قائم کرنا بھی اِس آیت کے حکم میں داخِل ہے۔"[155]

ہم مسلمانوں کیلئے سُلطانِ مدینہ منوَّرہ ، سردارِ مُکّہ مکرّمہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یومِ ولادت سے بڑھ کر کون سادن "یومِ اِنعام" ہوگا؟ تمام نعمتیں اُنہیں کے طُفَیل تو ہیں اور یہ دن عید سے بھی بہتر کہ اُنہیں کے صدقہ میں عید بھی عید ہوئی۔ اِسی وجہ سے پیر شریف کے دن روزہ رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا: فِیْہِ وُلِدتُّ یعنی اِس دن میری وِلادت ہوئی۔[156]

عاشوراء کا روزہ:

حضرتِ سَیِّدُنا عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، "میں نے سلطانِ دوجہان، شَہَنشاہِ کون ومکان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کسی دن کے روزہ کو اور دن پر فضیلت دیکر جُستجُو فرماتے نہ دیکھا مگر یہ کہ عاشوراء کا دن اور یہ کہ رَمَضان کا مہینہ۔"[157]

یھودیّوں کی مُخالَفت کرو:

نبیِّ رَحمت ، شفیعِ امّت، تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یومِ عاشوراء کا روزہ رکھواور اِس میں یہودیوں کی مخالَفت کرو، اس سے پہلے یا بعد میں بھی ایک دن کا روزہ رکھو۔[158]

نوٹ: عاشوراء کا روزہ جب بھی رکھیں تو ساتھ ہی نویں 9 یا گیارہویں اا مُحَرَّمُ الحرام کا روزہ بھی رکھ لینا بہتر ہے۔

سارا سال آنکھیں دُکھیں نہ بیمار ھو:

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الامّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں ، مُحرَّم کی نویں ۹ اور دسویں ۱۰ کو روزہ رکھے تو بَہُت ثواب پائے گا۔ بال بچوں کیلئے دسویں ۱۰ مُحرَّم کو خوب اچّھے اچّھے کھانے پکائے تواِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سال بھر تک گھر میں بَرَکت رہے گی۔ بہتر ہے کہ کھچڑا پکا کر حضرتِ شہید کربلا سیّدُنا امامِ حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے بَہُت مُجرّب (یعنی مؤثر وآزمودہ) ہے۔ اسی تاریخ یعنی ۱۰ مُحرَّمُ الحرام کو غسل کرے

[155]:---(مُلخصاً خزائنُ العِرفان ص ۳۰۹)
[156]:---(صحیح مسلم ص ۵۹۱ حدیث ۱۱۶۲)
[157]:---(صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۵۷ حدیث ۲۰۰۶)
[158]:---(مسند امام احمد ج ۱ ص ۵۱۸ حدیث ۲۱۵۴)

تو تمام سال اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بیماریوں سے اَمن میں رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زم زم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے[159] سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا، جو شخص یومِ عاشوراء اِثمد سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی بھی نہ دکھیں گی۔[160]

...ایام بیض...

ایامِ بیض کے روزے:

ہر مَدَنی ماہ (یعنی سنِ ہجری کے مہینے) میں کم از کم تین ۳ روزے ہر مسلمان کو رکھ ہی لینے چاہئیں۔ اس کے بے شُمار دُنیوی اور اخروی فوائد و فضائل ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ یہ روزے "اَیّامِ بِیْض "یعنی چاند کی 13،14، اور 15 تاریخ کو رکھے جائیں۔

اَیّامِ بِیُض کے روزوں کے فضائل:

ام المؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایَت ہے ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چار چیزوں کو نہیں چھوڑتے تھے (1) عاشُوراء اور (2) عَشَرَۂ ذوالحِجَّہ اور (3) ہر مہینے میں تین ۳ دن کے روزے اور (4) فَجر (کے فرض) سے پہلے دو رَکعَتَیں (یعنی دو سُنَّتیں)۔[161]

حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے رِوایَت ہے کہ طبیبوں کے طبیب ،اللہ کے حبیب عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اَیامِ بیض میں بغیر روزہ کے نہ ہوتے نہ سفر میں نہ حَضَر (یعنی قیام) میں۔[162]

تین روزوں کے دن:

[159] :۔۔۔(تفسیر روحُ البیان، ج ۴، ص ۱۴۲، اسلامی زندگی ص ۹۳)
[160] :۔۔۔(شعب الایمان ج ۳ ص ۳۶۷ حدیث ۳۷۹۷)
[161] :۔۔۔(سُنَن نَسائی ج ۴ ص ۲۲۰)
[162] :۔۔۔(سُنَن نَسائی ج ۴ ص ۱۹۸)

اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رِوایَت فرماتی ہیں: میرے سر تاج، صاحِب مِعراج صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم ایک مہینے میں ہفتہ، اتوار اور پیر کا جبکہ دوسرے ماہ منگل، بدھ اور جُمعرات کا روزہ رکھا کرتے۔"[163]

جھنم سے بچاؤ کی ڈھال:

حضرتِ سَیِّدُنا عثمان بن ابو عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ دو عالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو فرماتے سنا، "جس طرح تم میں سے کسی کے پاس لڑائی میں بچاؤ کے لئے ڈھال ہوتی ہے اسی طرح روزہ جہنَّم سے تمہاری ڈھال ہے اور ہر ماہ تین دن روزے رکھنا بہترین روزے ہیں۔"[164] جس سے ہوسکے ہر مہینے میں تین ۳ روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گُناہ مِٹاتا اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسا پانی کپڑے کو۔[165] جب مہینے میں تین ۳ روزے رکھنے ہوں تو 13،14 اور 15 کو رکھو۔[166]

...جمعرات اور پیر...

پِیر شریف اور جُمعرات کے روزوں کے فضائل:

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے، رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: پیر اور جُمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اُس وَقت پیش ہو کہ میں روزہ دار ہُوں۔[167]

اللہ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم پِیر شریف اور جُمعرات کو روزے رکھا کرتے تھے اِس کے بارے میں عرض کی گئ تو فرمایا، ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفِرت فرماتا ہے مگر وہ دو شخص جنہوں نے باہَم جُدائی کرلی ہے ان کی نِسبت ملائکہ سے فرماتا ہے انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ صُلح کرلیں۔[168]

---

[163]:۔۔۔(جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۸۶ حدیث ۷۴۶)
[164]:(ابن خُزَیمہ ج ۳ ص ۳۰۱ حدیث ۲۱۲۵)
[165]:۔۔(طَبَرانی فی المُعْجَم الکبیر ج ۲۵ ص ۳۵ حدیث ۶۰)
[166]:۔۔۔(سُنَن نَسائی ج ۴ ص ۲۲۱)
[167]:۔۔۔(سُنَنِ ترمذی ج ۲ ص ۱۸۷)
[168]:۔۔۔(سُنَن ابنِ ماجہ ج ۲ ص ۳۴۴ حدیث ۱۷۴۰)

اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رِوایَت فرماتی ہیں: میرے سرتاج، صاحِبِ مِعراج صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیر اور جُمعرات کو خیال کرکے روزہ رکھتے تھے۔[169]

حضرتِ سَیِّدُنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، رسولوں کے سالار، نبیوں کے سردار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پیر شریف کے روزے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا، اِسی میں میری وِلادت ہوئی، اسی میں مجھ پر (پہلی) وَحی نازِل ہوئی۔[170]

سُنت سے محبت:

حضرتِ سیِّدُنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غُلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے، فرماتے ہیں کہ سَیِّدُنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں بھی پیر اور جُمعرات کا روزہ تَرْک نہیں فرماتے تھے۔ میں نے ان کی بارگاہ میں عَرض کی کہ کیا وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس بڑی عُمْر میں بھی پیر اور جُمعرات کا روزہ رکھتے ہیں؟ فرمایا، رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیر اور جُمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ میں نے عَرض کی، یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کیا وجہ ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیر اور جُمعرات کا روزہ رکھتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: لوگوں کے اَعمال پیر اور جُمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں۔[171]

...بُدھ اور جُمعرات کے روزوں...

حضرتِ سَیِّدُنا عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رِوایَت ہے اللہ کے پیارے رسول، رسولِ مقبول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ بِشارت نشان ہے، جو بدھ اور جُمعرات کو روزے رکھے اُس کے لئے جہنَّم سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔[172]

حضرتِ سَیِّدُنا مُسلِم بن عُبَیْدُ اللہ قُرَشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدِ مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایَت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے بارگاہ رِسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں یا تو خود عرض کی یا کسی اور نے

---

[169]:---(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۸۶ حدیث ۷۴۵)
[170]:---(صحیح مسلم ص ۵۹۱ حدیث ۱۱۶۲)
[171]:---(شُعَبُ الْاِیمان ج ۳ ص ۳۹۲ حدیث ۳۸۵۹)
[172]:---(ابویعلیٰ ج ۵ ص ۱۱۵ حدیث ۵۶۱۰)

دریافت کیا، یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں ہمیشہ روزہ رکھوں ؟ سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خاموش رہے۔ پھر دوسری مرتبہ عرض کی، پھر خاموشی اختیار فرمائی۔ تیسری بار پوچھنے پر اِستِفسار فرمایا کہ روزے کے مُتَعلِّق کس نے سُوال کیا؟ عرض کی، میں نے یانبِیَّ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! تو جواباً ارشاد فرمایا، بے شک تجھ پر تیرے گھر والوں کا حق ہے تُو رَمَضان اور اس سے مُتَّصِل مہینے (شَوّال) اور ہر بدھ اور جُمعرات کو روزہ رکھ کہ اگر تُو ایسا کریگا تو گویا تُو نے ہمیشہ کے روزے رکھے۔[173] فرمایا گیا: "جس نے رَمَضان، شَوّال، بدھ اور جُمعرات کا روزہ رکھا تو وہ داخِلِ جنّت ہوگا۔"[174]

...بدھ، جُمعرات اور جُمُعہ کے روزے...

حضرتِ سَیِّدُنا عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رِوایَت ہے، سُلطانِ دوجہان، رَحمتِ عالَمِیان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنّت نِشان ہے، جس نے بدھ، جُمعرات و جُمُعہ کو روزے رکھے اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنّت میں ایک مکان بنائے گا جس کا باہَر کا حصّہ اندر سے دکھائی دیگا اور اندر کا باہَر سے۔[175]

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایَت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کیلئے (یعنی بدھ، جُمعرات و جُمُعہ کے روزے رکھنے والے کیلئے جنّت میں) موتی اور یاقوت و زَبَرجد کا محَل بنائے گا۔ اور اُس کیلئے دوزخ سے بَرَاءَت (یعنی آزادی) لکھ دی جائے گی۔[176]

حضرتِ سَیِّدُنا عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رِوایَت میں ہے، جو اِن تین دِنوں کے روزے رکھے پھر جُمُعہ کو تھوڑا یا زیادہ تصدُّق (یعنی خیرات) کرے تو جو گُناہ کئے ہیں بخش دیئے جائیں گے اور ایسا ہو جائیگا جیسے اُس دِن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔[177]

...جُمُعہ کے روزے...

---

[173]:۔۔۔(شُعَبُ الایمان ج۳ص۳۹۵حدیث۳۸۶۸)
[174]:۔۔۔(السنن الکبریٰ للنسائی ج۲ص۱۴۷حدیث۲۷۷۸)
[175]:۔۔۔(مجمع الزوائد ج۳ص۴۵۲حدیث۵۲۰۴)
[176]:۔۔۔(شُعَبُ الایمان ج۳ص۳۹۷حدیث۳۸۷۳)
[177]:۔۔۔(طَبَرانی کبیر ج۱۲ص۲۶۶حدیث۱۳۳۰۸)

سرکارِ مدینہ ، قرارِ قلب وسینہ ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: "جس نے جُمُعہ کا روزہ رکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے آخرت کے دس دِنوں کے برابر اَجر عطا فرمائے گا اور ان کی تعداد ایّامِ دنیا کی طرح نہیں ہے۔"[178]

آخرت کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار برس کے برابر ہے۔ یعنی جُمُعہ کو روزہ رکھنے والے کو دس ہزار ۱۰۰۰۰ سال کے روزوں کا ثواب مِلتا ہے مگر تنہا جُمُعہ کا روزہ نہ رکھا جائے اس کے ساتھ جُمعرات یا ہفتہ ملا لینا چاہیئے۔ (تنہا جُمعہ کا روزہ رکھنے کی مُمانَعَت کی روایت آگے آرہی ہے)

حضرتِ سَیِّدُنا ابُواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ مدینے کے تاجوَر، شفیعِ روزِ محشر، محبوبِ ربِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رُوح پرور ہے، "جس نے جُمُعہ ادا کیا (یعنی نمازِ جُمُعہ ادا کی) اور اِس دِن کا روزہ رکھا اور مریض کی عِیادت کی اور جنازے کے ساتھ گیا اور نِکاح کی گواہی دی تو اُس کیلئے جنّت واجِب ہو گئی۔"[179]

حضرتِ سَیِّدُنا ابُوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے، رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے روزے کی حالت میں یومِ جُمُعہ کی صُبح کی اور مریض کی عِیادت کی اور جنازے کے ساتھ گیا اور صَدَقہ کیا تو اُس نے اپنے لئے جنّت واجِب کرلی۔"[180]

حضرتِ سَیِّدُنا جابِر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے بروزِ جُمُعہ روزہ رکھا اور مریض کی عِیادت کی اور مِسکین کو کھانا کھلایا اور جنازے کے ہمراہ چلا تو اُسے چالیس سال کے گُناہ لاحِق نہ ہونگے۔[181]

حضرتِ سَیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہت کم جُمُعہ کا روزہ ترک فرماتے تھے۔[182]

178:--- (شُعَبُ الْایمان ج۳ ص۳۹۳ حدیث ۳۸۶۲)
179:--- (طَبَرانی کبیر ج۸ ص۹۷ حدیث ۷۴۸۴)
180:--- (شُعَبُ الْایمان ج۳ ص۳۹۴ حدیث ۳۸۶۵)
181:--- (شُعَبُ الْایمان ج۳ ص۳۹۴ حدیث ۳۸۶۵)
182:--- (شُعَبُ الْایمان ج۳ ص۳۹۴ حدیث ۳۸۶۵)

جس طرح عاشُوراء کے روزے کے پہلے یا بعد میں ایک روزہ رکھنا ہے اِسی طرح جُمُعہ میں بھی کرنا ہے، کیوں کہ خُصُوصیّت کے ساتھ تنہا جُمُعہ یا صِرف ہفتہ کا روزہ رکھنا مکروہِ تَنزِیہی (یعنی ناپسندیدہ) ہے۔ہاں اگر کسی مخصوص تاریخ کو جُمُعہ یا ہفتہ آگیا تو تنہا جُمُعہ یا ہفتہ کا روزہ رکھنے میں کراہت نہیں۔ مثلاً 15 شَعبانُ المُعَظَّم، 27 رَجَبُ المُرَجَّب وغیرہ۔

تنہا جُمعہ کا روزہ رکھنے کی مُمانَعَت کی 3 رِوایت:

حضرتِ سَیِّدُنا ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رِوایت کرتے ہیں، میں نے تاجدارِ مدینہِ منوَّرہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سُنا، تم میں سے کوئی ہر گز جُمُعہ کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس کے پہلے یا بعد میں ایک دن مِلالے۔[183]

حضرتِ سَیِّدُنا ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبیٔ کریم، رءُوفٌ رَّحیم علیہ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِوَ التَّسلیم سے رِوایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: راتوں میں سے شبِ جُمُعہ کو قیام کیلئے خاص نہ کرو اور نہ ہی دنوں کے دوران یومِ جُمُعہ کو روزے کے ساتھ خاص کرو مگر یہ کہ تم ایسے روزے میں ہو جو تمہیں رکھنا ہو۔[184]

حضرتِ سَیِّدُنا عامِر بن لُدَیْن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ میں نے رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سُنا، "جُمُعہ کا دِن تمہارے لئے عید ہے اِس دن روزہ مت رکھو مگر یہ کہ اس سے پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھو۔"[185]

ان تینوں احادیث سے معلوم ہوا کہ تنہا جُمُعہ کا روزہ نہ رکھنا چاہئے۔ ہاں اگر کوئی خاص وجہ ہو مثلاً ۲۷ رَجبُ المرجب جُمُعہ کو ہو گئی تو اب رکھنے میں حَرَج نہیں۔ چنانچہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا گیا استفتاء اور اس کا جواب پیشِ خدمت ہے:

183:۔۔۔(صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۵۳ حدیث ۱۹۸۵)

184:۔۔۔(صحیح مسلم ص ۵۷۶ حدیث ۱۱۴۴)

185:۔۔۔(التَّرغِیب وَالتَّرھِیب ج ۲ ص ۸۱ حدیث ۱۱)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کا روزہ نفل رکھنا کیسا ہے۔ ایک شخص نے جمعہ کا روزہ رکھا دوسرے نے اُس سے کہا جمعہ عید المومنین ہے روزہ رکھنا اس دن میں مکروہ ہے اور باصرار بعد دوپہر کے روزہ تُڑواد یا اور کتاب سر القلوب میں مکروہ ہونا لکھا ہے دکھلادیا ایسی صورت میں روزہ توڑنے والے کے ذمّے کفارہ ہے یا نہیں؟ اور تُڑوانے والے کو کوئی الزام ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: جمعہ کا روزہ خاص اس نیت سے کہ آج جمعہ ہے اس کا روزہ بالتخصیص چاہئے مکروہ ہے مگر نہ وہ کراہت کہ توڑنا لازم ہُوا، اور اگر خاص بہ نیتِ تخصیص نہ تھی تو اصلًا کراہت بھی نہیں، اُس دوسرے شخص کو اگر نیتِ مکروہہ پر اطلاع نہ تھی جب تو اعتراض ہی سرے سے حماقت ہوا، اور روزہ توڑ دینا شرع پر سخت جرات، اور اگر اطلاع بھی ہوئی جب بھی مسئلہ بتادینا کافی نہ تھا نہ کہ روزہ تڑوانا، اور وُہ بھی بعد دوپہر کے، جس کا اختیار نفل روزے میں والدین کے سوا کسی کو نہیں، توڑنے والا اور تڑوانے والا دونوں گنہ گار ہوئے، توڑنے والے پر قضا لازم ہے کفارہ اصلًا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔[186]

...ہفتہ اور اتوار کے روزے...

حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھا کرتے اور فرماتے، "یہ دونوں (ہفتہ اور اتوار) مُشرِکین کی عید کے دِن ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی مخالَفت کروں۔"[187] تنہا ہفتہ کا روزہ رکھنا منع ہے۔ چُنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایَت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "ہفتے کے دن کا روزہ فرض روزوں کے عِلاوہ مت رکھو۔ حضرتِ سَیِّدُنا امام ابو عیسٰی تِرمِذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حَسَن ہے اور یہاں مُمانَعت سے مُراد کسی شخص کا ہفتے کے روزے کو خاص کرلینا ہے کہ یہودی اُس دن کی تعظیم کرتے ہیں۔[188]

---

186 :۔۔۔فتاویٰ رضویہ: ج ۱۰: ص ۵۵۹)

187 :۔۔۔(ابنِ خُزَیمہ ج ۳ص ۳۱۸ حدیث ۲۱۶۷)

188 :۔۔۔(جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۸۶ حدیث ۷۴۴)

تیسرا باب:

{...نوافل کے احکام...}

نوافل پڑھنے کے ممنوع اوقات :

سوال: کیا کچھ اوقات ایسے بھی ہیں جن میں نفل پڑھنا منع ہے؟

جواب: جی ہاں! بارہ اوقات ایسے ہیں جن میں نفل نماز پڑھنا منع ہے، ان کے بعض یعنی ۱۲،۶ میں فرائض و واجبات و نمازِ جنازہ و سجدہ تلاوت کی بھی ممانعت ہے۔ چنانچہ، "نورالایضاح" میں ہے:

"ویکرہ التنفل بعد طلوع الفجر باکثر من سنتہ وبعد صلاتہ وبعد صلاۃ العصر وقبل صلاۃ المغرب وعند خروج الخطیب حتی یفرغ من الصلاۃ وعند الاقامۃ الاسنۃ الفجر وقبل العیدولو فی المنزل وبعدہ فی المسجد وبین الجمعین فی عرفۃ ومزدلفۃ وعند ضیق الوقت المکتوبۃ ومدافعۃ الاخبثین وحضور طعام تتوقہ نفسہ ومایشغل البال ویخل بالخشوع" صبح صادق کے طلوع کے بعد صبح کی سنتوں سے زیادہ نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے اور خطیب کے نکلنے کے وقت یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے اور اقامت کے وقت مگر فجر کی سنتیں (کہ یہ مستثنیٰ ہیں) اور عید سے پہلے اگرچہ گھر میں ہو اور عید کے بعد مسجد میں اور عرفہ و مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنے کے درمیان ،اور فرض وقت میں تنگی کے وقت اور خبیث کی مدافعت کے وقت اور کھانے کے حاضر ہونے کے وقت جس کی نفس کو خواہش ہو اور جو چیز دل کو مشغول کر دے اور خشوع میں مخل ہو اس وقت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"بہارِ شریعت" میں ان اوقات کو یوں بیان کیا گیا ہے:

1: طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پیشتر (یعنی طلوعِ فجر سے پہلے) نماز نفل پڑھ رہا تھا، ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ فجر طلوع کر آئی تو

دوسری بھی پڑھ کر پوری کرلے اور یہ دونوں رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں، اور اگر چار رکعت کی نیت کی تھی اور ایک رکعت کے بعد طلوع فجر ہوا اور چاروں رکعتیں پوری کرلیں تو پچھلی دو رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی۔

2: اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اِقامت ہوئی تو اِقامت سے ختم جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہو گی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہو گا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔

3: نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور پڑھ لی تو ناکافی ہے، قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔

4: غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔ مگر امام ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو رکعت خفیف کا استثنا فرمایا۔

5: جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبہ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔

6: عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو۔۔یا۔۔دوسرا اور جمعہ کا ہو۔۔یا۔۔خطبہ عیدین۔۔یا۔۔کسوف و استسقا و حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتی کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبہ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔

7: نماز عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ و مسجد میں۔

8: نمازِ عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عید گاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔[189]

9: عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔

10: مزدلفہ میں جو مغرب و عشا جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔

11: فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔

12: جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔ یوہیں کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بٹے خشوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[190]

ملازمین کے لیے نوافل پڑھنا:

سوال: ملازمین حضرات کا نَوافل پڑھنا کیسا؟

جواب: ملازِم ڈِیُوٹی کے اوقات میں سیٹھ کی اجازت کے بِغیر نوافل نہیں پڑھ سکتا۔ اگر کمزوری کے باعث کام میں کوتاہی ہوتی ہو تو بِغیر اجازت نَفْل روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔[191] ہاں باجماعت فَرض نَمازوں اور رَمضانُ المبارک کے روزوں سے سیٹھ روکنے کا مجاز (یعنی بااختیار) نہیں، وہ روکے جب بھی نہ رُکے۔

گھر میں نوافل پڑھنا افضل یا گھر میں؟

[189]:۔۔ "بہارِ شریعت" جلد ۱، صفحہ ۷۸۱ پر "ردالمحتار" کے حوالے سے ہے کہ "یہ (یعنی عید سے پہلے یا بعد نوافل والے) احکام خواص کے ہیں، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نماز عید سے پہلے اگرچہ عیدگاہ میں انہیں منع نہ کیا جائے۔

[190]:۔۔۔(بہارِ شریعت: ج ۱؛ ص ۴۵۵: مکتبۃ المدینہ)

[191]:۔۔(دُرِّمُخْتار، ج ۳؛ ص ۶۱۴)

سوال: نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔۔یا۔۔مسجد میں؟

جواب: تمام قسم کے نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے، مگر فی زمانہ مسلمانوں کے عرف وتعامل کی وجہ سے اب حکم ہے کہ جو سنن ونوافل فرض نماز کے ساتھ ہوتے ہیں یہ بھی مساجد میں ہی پڑھے جائیں، یہاں تک کہ اس کا خلاف مکروہ ہے۔ان کے علاوہ جو بھی نفل ہوں انہیں گھر میں ہی پڑھنا چاہیے کہ اس سے گھر میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔ چنانچہ،

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے کچھ اسی طرح کا سوال ہوا جس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: تراویح وتحیۃ المسجد کے سوا تمام نوافل سنن راتبہ ہوں یا غیر راتبہ مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ گھر میں پڑھنا افضل اور باعث ثواب اکمل۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: علیکم بالصلوٰۃ فی بیوتکم فان خیرصلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ "تم پر لازم ہے گھروں میں نماز پڑھنا کہ بہتر نماز مرد کیلئے اس کے گھر میں ہے سوا فرض کے۔[192] اور فرماتے ہیں: **صلوۃ المرء فی بیتہ افضل من صلاتہ فی مسجدی ھذا الا المکتوبۃ** "نماز مرد کی اپنے گھر میں میری اس مسجد میں اس کی نماز سے بہتر ہے مگر فرائض۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔[193]

اور خود عادتِ کریمہ سید المرسلین ﷺ کی اسی طرح تھی۔ احادیث صحیحہ سے حضور والا کا تمام سنن کا شانہ فلک آستانہ میں پڑھنا ثابت۔ "**مسلم** "نے صحیح میں اور "**ابو داؤد** "نے سنن میں روایت کیا ہے "**مسلم** "کے الفاظ ہیں کہ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفلی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا میرے حجرے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو جماعت کرواتے پھر حجرے میں جلوہ افروز ہوتے تو دو رکعت پڑھتے، جب مغرب کی نماز کی جماعت کرواتے پھر حجرہ میں تشریف لا کر دو رکعات پڑھتے، لوگوں کو عشاء کی

---

[192]:۔۔۔(صحیح مسلم: باب استحباب صلوۃ النافلۃ فی بیتہ: 266/1)

[193]:۔۔۔(سنن ابوداود باب صلوٰۃ الرجل التطوع فی بیتہ 149/1)

نماز پڑھا کر میرے ہاں تشریف لاتے تو دو رکعات ادا کرتے۔ پھر انہوں نے رات کی نماز اور وتر کا ذکر کرتے ہوئے کہا جب طلوع فجر ہو جاتی تو آپ دو رکعات ادا کرتے۔[194] "سنن ابو داؤد "میں یہ اضافہ ہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرہ سے نکل کر لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے۔[195]

اسی طرح سنن جمعہ کا مکانِ جنت نشان میں پڑھنا، صحیحین میں مروی زمانہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لوگ مغرب کے فرض پڑھ کر گھروں کو لوٹ جاتے یہاں تک کہ مسجد میں کوئی شخص نہ رہتا گویا وہ بعد مغرب کچھ پڑھتے ہی نہیں،**فی الفتح عن السائب بن یزید قال لقد رأیت الناس فی زمن عمر بن الخطاب اذاانصرفوا من المغرب انصرفوا جمیعا حتی لایبقی فی المسجد احد کانھم لایصلون بعد المغرب حتی یصیرون الٰی اھلیھم۔** "فتح"میں سائب بن یزید سے ہے کہ میں نے دورِ فاروقی میں لوگوں کو مغرب کے بعد اکٹھے لوٹتے ہوئے دیکھا حتی کہ کوئی مسجد میں باقی نہ رہتا، گویا وہ مغرب کے بعد کوئی نماز ادا نہ کرے یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں میں چلے جاتے۔[196] ۔۔۔۔"الھدایہ" میں ہے :**والافضل فی عامة السنن والنوافل المنزل وھو المروی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم** "تمام سنن ونوافل کو گھر میں ادا کرنا افضل ہے اور یہ بات رسالت مآب ﷺ سے مروی ہے۔[197]

آخر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمارے زمانے کے لحاظ سے ارشاد فرمایا:

"مگر اب عام عمل اہل اسلام سنن کے مساجد ہی میں پڑھنے پر ہے اور اس میں مصالح ہیں کہ ان میں وہ اطمینان کم ہوتا ہے جو مساجد میں ہے اور عادت قوم کی مخالفت موجب طعن وانگشت نمائی وانتشار ظنون وفتح باب غیبت ہوتی ہے اور حکم صرف استحبابی تھا توان مصالح کی رعایت اس پر مرجح ہے (یعنی گھر میں نفل نماز پڑھنا مستحب ہے جبکہ فی زمانہ لوگوں کی

[194]:۔۔۔باب جواز النافلة قائماو قاعدا۔۔الخ۔۔1/257)

[195]:۔۔۔(سنن ابو داؤد؛باب تفریع ابواب التطوع ورکعات السنة۔۔1/178)

[196]:۔۔۔(فتح القدیر:باب ادراک الفریضه:1/416)

[197]:۔۔۔(الھدایة:جز اول باب ادراک الفریضة:1/132)

عادت ہے کہ وہ فرض نماز کے بعد والے نوافل مسجد میں ہی پڑھتے تو اگر کوئی اس عادت و عمل کی مخالفت کر کے گھر میں نفل پڑھے گا تو لوگ اس کی غیبت وبدگمانی میں پڑ سکتے ہیں لہٰذا لوگوں کو غیبت وغیرہ سے بچانا زیادہ بہتر ہے چنانچہ)، ائمہ دین فرماتے ہیں: **"الخروج عن العادة شهرة ومكروه"** معمول کے خلاف کرنا شہرت اور مکروہ ہے۔"[198]

"**بہار شریعت**" میں ہے کہ

نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر "تراویح" و "تحیۃ المسجد" اور "واپسی سفر" کے دو نفل کہ ان کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور احرام کی دو رکعتیں کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو تو اس میں پڑھنا بہتر ہے اور طواف کی دو رکعتیں کہ مقامِ ابراہیم کے پاس پڑھیں اور معتکف کے نوافل اور "سورج گہن" کی نماز کہ مسجد میں پڑھے اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھے۔[199]

مفتی نظام الدین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "**فقۂ اسلامی کے سات بنیادی اصول**" میں لکھتے ہیں: احادیثِ کثیرہ سے سنن ونوافل کا گھر میں پڑھنا افضل ہے مگر مسلمانوں کے عرف وتعامل کی وجہ سے اب حکم ہے کہ سنن ونوافل بھی مساجد میں ہی پڑھے جائیں، یہاں تک کہ اس کا خلاف مکروہ ہے۔[200]

نوافل بالتداعی:

سوال: نفل نماز کی جماعت بالتداعی کرانا کیسا؟ نیز ایسا کرنا والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب: تداعی کا لغوی معنی ہے، ایک دوسرے کو بلانا، اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتداء کریں۔[201]

---

[198]:۔۔۔(فتاویٰ رضویہ: ج۷: ص ۴۱۰: رضا فاؤنڈیشن)
[199]:۔۔۔(بہار شریعت: ج ۱ ص ۲۶۸)
[200]:۔۔۔(فقۂ اسلامی کے سات نبیادی اصول: ص ۲۶۷، فقہ حنفی میں حالات زمانہ کی رعایت: ص ۵۱)
[201]:۔۔۔(فتاویٰ رضویہ: ج۷؛ ص ۴۳۱)

نوافل بالتداعی کے مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ سمجھنے کے لئے امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا ایک استفتاء پیش خدمت ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا:

السوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ جو اکثر جگہ رمضان شریف کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں نوافل میں شبینہ پڑھا جاتا ہے یعنی ایک یا ایک سے زیادہ رات میں ختم قرآن عظیم ہوتا ہے اور یہ نوافل باجماعت پڑھے جاتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ کلام مجید باجماعت نوافل میں ترتیل کے ساتھ ہی کیوں نہ پڑھا جائے وہ بھی ممنوع ہے اور نیز کہتے ہیں کہ جماعت نوافل کی سوا تراویح کے اصلاً جائز نہیں ہے اور جس حدیث میں تہجد کے وقت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شرکت نوافل تہجد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے مروی ہے وہ مثبت صرف اقتدا ایک شخص کی ہے تیسری بات وہ یہ کہتے ہیں کہ سنتیں فجر کی اگر رہ جائیں اور فرضوں میں کوئی شامل ہو جائے تو پھر اس کو وہ سنتیں نہ قبل آفتاب پڑھنی چاہئیں نہ بعد میں، ان تینوں مسائل کو امید ہے کہ مشرح (یعنی واضح اور تفصیل کے ساتھ) بیان فرمائیں۔ جزاک اللہ خیر الجزاء

الجواب: علماء بنظر منع کسل وملال (یعنی سستی و زحمت کو روکنے کی طرف توجہ کرنے کے باعث) اقل مدت ختم قرآن عظیم (یعنی قرآن پاک ختم کرنے کی کم سے کم مدت) تین دن مقرر فرمائی مگر اہل قدرت ونشاط بہر عبادت (یعنی ہر قسم کی عبادات کی ہمت ورغبت رکھنے والوں) کو ایک شب میں ختم کی بھی ممانعت نہیں، بہت اکابر دین سے منقول ہے: **کما بسطہ المولی عبدالغنی النابلسی قدس سرہ القدسی فی الحدیقۃ الندیۃ وغیرہ فی غیرھا۔** جیسا کہ اس پر تفصیل بحث علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ اور دیگر علماء نے اپنی کتب میں کی ہے۔

خود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت میں قرآن شریف ختم کیا **کما فی الدر المختار** (یعنی جیسا کہ در مختار میں ہے) نفل غیر تراویح (یعنی تراویح کے علاوہ نفل نماز) میں امام کے سوا تین آدمیوں تک تو اجازت ہے ہی **چار کی نسبت کتب فقہیہ میں کراہت لکھتے ہیں یعنی کراہت تنزیہ جس کا حاصل خلاف اولیٰ ہے نہ کہ گناہ حرام** کما بیناہ فی فتاوٰنا (یعنی جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں دی ہے) مگر مسئلہ مختلف فیہ ہے (یعنی یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس میں علماء

کرام کی آراء مختلف ہیں) **اور بہت اکابر دین سے جماعت نوافل بالتداعی ثابت ہے اور عوام فعل خیر سے منع نہ کئے جائیں گے علمائے امت و حکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے،**

"درمختار "میں ہے: **اما العوام فلا یمنعون من تکبیر والتنفل اصلا لقلة رغبتهم فی الخیرات بحر** (عوام کو تکبیرات اور نوافل سے کبھی بھی منع نہ کیا جائے کیونکہ پہلے ہی نیکیوں میں ان کی رغبت کم ہوتی ہے، بحر)اُسی میں ہے: **ولا یمنع العامة من التکبیر فی الاسواق فی الایام العشروبه ناخذ بحرومجتبی وغیره** (عوام کو ان (ذوالحج کے) دس دنوں میں بازار میں تکبیرات پڑھنے سے منع نہ کیا جائے، اسی پر ہمارا عمل ہے، بحر، مجتبٰی وغیرہ)"**حدیقه ندیه** "میں ہے: **ومن هذا القبیل نهی الناس عن صلٰوة الرغائب بالجماعة وصلٰوة لیلة القدر ونحوذلك وان صرح العلماء بالکراهة بالجماعة فیها فلا یفتی بذلك العوام لئلا تقل رغبتهم فی الخیرات وقد اختلف العلماء فی ذلك فصنف فی جوازها جماعة من المتاخرین وابقاء العوام راغبین فی الصلٰوة اولٰی من تنفیرهم** یعنی لوگوں کو نماز رغائب باجماعت ادا کرنے لیلۃ القدر کے موقع پر نماز وغیرہ سے منع کرنا بھی اسی قبیل سے ہے (یعنی جس طرح عوام الناس کو بازاروں میں تکبیرات سے منع نہ کیا جائے، اسی قسم وجنس سے مذکورہ نفل نمازیں بھی ہیں یعنی ان سے بھی منی نہ کیا جائے) اگرچہ علماء نے ان کی جماعت کے بارے میں کراہت کی تصریح کی ہے مگر عوام میں یہ فتوی نہ دیا جائے تاکہ نیکیوں میں ان کی رغبت کم نہ ہو، علماء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے اور متاخرین میں سے بعض نے اس کے جواز پر لکھا بھی ہے، عوام کو نماز کی طرف راغب رکھنا انہیں نفرت دلانے سے کہیں بہتر ہوتا ہے۔[202]

مذکورہ جواب سے چند چیزیں صراحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہیں:

1. علمائے کرام نے سستی اور کاہلی وزحمت کے خوف کے پیش نظر قرآن پاک ختم کی کم از کم مدت تین دن مقرر فرمائی ہے۔
2. لیکن ذوق وشوق وقدرت رکھنے والے حضرات کے لئے ایک شب میں ختم کرنا بھی ممنوع نہیں بشرطیکہ قرآن برعایت تجوید پڑھا جائے۔
3. تداعی کے ساتھ نوافل کی جماعت میں علماء کا اختلاف رہا ہے، بعض اسے جائز اور بعض مکروہ فرماتے ہیں۔

---

[202]:۔۔(فتاویٰ رضویہ:ج۷،ص۴۶۴)

4. جہاں اسے مکروہ قرار دیا گیا ہے وہاں مکروہ تنزیہی مراد ہے۔
5. مکروہ تنزیہی فعل کرنا، خلاف اولیٰ ہوتا ہے اور خلاف اولیٰ کا ارتکاب گناہ و حرام نہیں۔
6. اگر عوام الناس کسی فعل خیر کی طرف مائل ہو رہے ہوں، چاہے یہ مائل ہونا کسی خلاف اولیٰ عمل کے ارتکاب سے ہی کیوں نہ ہو، انہیں منع نہ کیا جائے، کیونکہ انہیں، نماز و دیگر نیک اعمال وافعال کی طرف رغبت رکھنا، نفرت دلانے سے کہیں زیادہ بہتر اور شریعت کو مطلوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

دن کے اوقات میں امام قراءت میں جہر نہیں کرے گا:

سوال: اگر کچھ لوگ دن کے وقت جماعت کے ساتھ نفل پڑھیں تو کیا ان کے امام کو اس میں بلند آواز (یعنی جہر) کے ساتھ قرأت کرنا ہوگی؟

جواب: جب کچھ لوگ دن کے وقت نفل پڑھیں تو ان کا امام آہستہ آواز میں قراءت کرے گا اور اگر رات کے وقت جماعت کے ساتھ نفل پڑھیں تو بلند آواز (یعنی جہر کے ساتھ) قراءت کرے گا۔ چنانچہ، "**بہارِ شریعت**" میں ہے:
دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار ہے اگر تنہا پڑھے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے، تو جہر واجب ہے۔[203]

نفلی عبادت نہ کرنے والے کو سست کہنا کیسا؟

سوال: نفلی عبادت نہ کرنے والے سے نفرت کرنا اور اسے سست و کاہل کہنا کیسا؟

جواب: جو بندہ نفلی عبادت نہیں کرتا وہ اس کی وجہ سے گناہ گار نہیں، لیکن کسی دوسرے کا اس وجہ سے اس سے نفرت کرنا اور اس کی غیبت کرنا یہ جائز نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ

---

[203]:۔۔۔(بہارِ شریعت:ج ۱ :ص ۵۴۵؛مکتبۃ المدینہ)

الرحمن نے "فتاویٰ رضویہ" شریف میں ایک حدیثِ پاک نقل فرمائی ہے کہ "ترک ذرۃ مما نھی اللہ عنہ افضل من عبادۃ الثقلین "یعنی ایک ذرّہ ممنوعِ شرعی کا چھوڑنا جن وانس کی (نفلی) عبادت سے افضل ہے۔[204]

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ یہ نہ دیکھے کہ فلاں کتنی نفلی عبادت کرتا ہے بلکہ یہ دیکھے کہ وہ کتنے ممنوعاتِ شرعیہ سے بچتا ہے، چنانچہ اس ضمن میں حضرت سیدنا عامر بن وَاثِلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت پیشِ خدمت ہے ۔آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

محبوبِ ربِّ کائنات، شَہَنْشاہ موجودات عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کی (ظاہری) مبارک حیات میں ایک صاحِب کسی قوم کے پاس سے گزرے تو انہوں نے انہیں سلام کیا، ان لوگوں نے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ صاحِب وہاں سے تشریف لے گئے تو ان میں سے ایک شخص نے ان صاحِب کے بارے میں کہا: ''میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس شخص سے نفرت کرتا ہوں۔'' جب ان صاحِب کو اس بات کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضِر ہو کر سارا ماجرا عرض کیا اور فریاد کی کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم ان کو بلا کر دریافت فرمایئے کہ مجھ سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟

نبیِّ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ آدم و بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اُسے بلوا کر پوچھا تو انہوں نے اِقرار کیا کہ میں نے یہ بات کہی ہے۔ ارشاد فرمایا: تم اِس سے کیوں نفرت کرتے ہو؟ عرض کی: میں ان صاحِب کا پڑوسی ہوں اور میں ان کی بھلائی کا خواہاں ہوں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے کبھی بھی فرض نماز کے علاوہ انہیں (نفل) نَماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، جب کہ فرض نماز تو ہر نیک وبد پڑھتا ہے فریادی صاحِب نے عرض کی: یارسولَ اللہ عَزَّوَجَلّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم! ان سے پوچھئے، کیا اُنہوں نے مجھے فرض نَماز میں تاخیر کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ یا میں نے

---

[204]:۔۔۔(فتاویٰ رضویہ: ج ۱۲ :ص ۲۰۲)

وُضو میں کوئی کوتاہی کی ہے؟ یا رُکوع و سُجُود میں کوئی کمی کی ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے پوچھا تو اُنہوں نے انکار کرتے ہوئے عرض کی:

''میں نے اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی۔'' پھر اس نے مزید عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے ان صاحِب کو رَمضانُ المبارک کے علاوہ کبھی (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، اس مہینے (یعنی ماہِ رمضانُ المبارَک) کا روزہ تو ہر نیک و بد رکھتا ہے۔ یہ سُن کر فریادی نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! ان سے پوچھئے، کیا میں نے کبھی رَمضانُ المبارَک میں روزہ چھوڑا ہے؟ یا روزے کے حق میں کوئی کمی کی ہے؟ پوچھنے پر اُنہوں نے عرض کی: نہیں۔

پھر اس نے کہا: اللہ تعالٰی کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ ان صاحِب نے زکوٰۃ کے علاوہ کسی مسکین یا سائل کو کچھ دیا ہو یا اللہ تعالٰی کے راستے میں خرچ کیا ہو، زکوٰۃ تو ہر نیک و بد ادا کرتا ہے۔ فریادی نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! ان سے پوچھئے، کیا اُنہوں نے مجھے زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ یا میں نے کبھی اس میں ٹالم ٹَول سے کام لیا ہے؟ دریافت کرنے پر اُنہوں نے عرض کی: نہیں۔ حُضُور پُر نور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے اُس نفرت کرنے والے سے فرمایا: اُٹھ جاؤ، شاید یہ تم سے بہتر ہو۔[205]

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کسی نے سُوال کیا: جو شخص (نفلی) عبادت بھی زیادہ کرتا ہے اور گناہ بھی زیادہ کرتا ہے وہ بہتر ہے یا وہ جو کہ (نفلی) عبادت بھی کم کرتا ہے اور گناہ بھی کم کرتا ہے؟ حضرتِ سیِّدُنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے جواب دیا: جو شخص (نفلی) عبادت کم کرتا ہے اور گناہ بھی کم کرتا ہے وہ بہتر ہے اور سلامتی اُسی کیلئے ہے۔[206] کیونکہ (نفلی) عبادت کرنے کے مقابلے میں گناہ چھوڑنے میں زیادہ ثواب ہے۔

205:۔۔۔(مسندامام احمد: ج ۹: ص ۲۱۰: حدیث ۲۳۸۶۴)

206:۔۔۔(مُصَنَّف ابن اَبی شَیْبہ ج ۸ ص ۱۹۶، تَنبِیہُ الغافِلین ص ۲۰۲)

فی زمانہ مُتَّقی وپرہیز گار ہونے کا دار و مدار ظاہِری نفلی عبادتوں مثلًا نفلی نَمازوں اور نفلی روزوں پر ہی رَہ گیا ہے، جو شخص بکثرت نوافل پڑھتا۔۔یا۔۔بہت نفلی روزے رکھتا ہے۔۔یا۔۔اکثر تسبیح ہاتھ میں رکھتا اور خوب ذکر واذکار کرتا اور گڑگڑا کر دُعائیں کیا کرتا ہے۔۔یا۔۔صدقہ خیرات بَہُت کرتا ہے، اُسی کو لوگ مُتَّقی اور پرہیز گار کہا کرتے ہیں، اگرچِہ ان عبادتوں کے ساتھ ساتھ دن بھر لوگوں کی غیبتیں کرتا پھرتا ہو، بِلا وجہ مسلمانوں کو جھاڑتا اور ان کے دل دُکھاتا ہو تب بھی اُس کے تقوے کو آنچ نہیں آتی! اگر کوئی آدمی ظاہِر میں نفلی عبادت کم کرتا ہو مگر غیبت وغیرہ گناہوں سے بچتا ہو اُس کو فی زمانہ مُتَّقی نہیں کہا جاتا۔اِس کی وجہ کہیں یہ تو نہیں کہ لوگوں کی نظر میں غیبت کرنے نہ کرنے کی کچھ اَھَمِّیَّت ہی نہیں۔ یاد رکھئے! جو فرائض، واجِبات اور مؤکدہ سنّتوں کی پابندیوں کے ساتھ ساتھ غیبتوں وغیرہ گناہوں سے بھی بچتا ہو۔ وہ بَہُت بڑا مُتَّقی ہے۔ باقی چاہے کوئی سارا ہی سال نفلی روزے رکھے، ساری ساری رات نفلی عبادات بجالائے ، ہر سال حج کو جائے، ہر برس رَمضانُ المبارَک میں عُمرے کی سعادت پائے ، داڑھی رکھائے، زلفیں بڑھائے، عمامہ شریف سجائے بظاہر کیسا ہی نیک صورت ہو مگر غیبتیں کرتا ہو، مسلمانوں کے عیب کھولتا ان کے دل دُکھاتا ہو وہ متقی وپرہیز گار تو خاک ہوگا، ''نیک بندہ'' بھی نہیں، فاسِق وگنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہے۔

جس طرح فرائض وواجِبات کی کوتاہی کرنے والوں کی کوتاہیوں کا بِلا اجازتِ شرعی پیچھے سے تذکرہ غیبت ہے، مُستَحَبّات ونوافل میں بھی برائی بیان کرنے کے طور پر تذکرہ کرنے کا یِہی حکم ہے۔ کیوں کہ یہ بھی اِیذائے مسلم کا باعِث ہے۔ مُستَحَبّات ونوافل میں سستی کرنے والوں کی غیبتوں کی مثالیں مُلاحظہ ہوں:

☆وہ تہجُّد نہیں پڑھتا☆اس نے زندگی میں کبھی عاشورا کا روزہ نہیں رکھا☆اشراق چاشت نہیں پڑھتا☆وہ اَوّابین کیا پڑھے گا! اس کو یہ تو پوچھو کہ یہ نوافل کس وقت پڑھے جاتے ہیں☆وہ تبرُّک کہہ کر نیاز تو کھالیتا ہے مگر اِس کے لئے چندہ کبھی نہیں دیتا☆میں نے اُس سے کہا بھی کہ سب پڑھ رہے ہیں تم بھی صلوٰۃُ التّوبہ پڑھ لو مگر اس نے نہیں پڑھی☆قرآن خوانی میں سب سے آخر میں پہنچتا ہے شاید اس کو قرآن پڑھنا نہیں، آتا اسی طرح نعت خوانی میں تاخیر سے بلکہ نیاز کے وقت پہنچتا ہے۔

بڑی رات کے نوافل:

سوال: بڑی رات کے نوافل پڑھنے والے نے کہا: "میں توسال بھر کچھ نہیں کرتا بڑی رات کو اللہ کو ٹھگ لیتا ہوں۔" یا: "فلاں یوں تو کبھی نماز نہیں پڑھتا مگر بڑی رات کو اللہ کو ٹھگ لیتا ہے۔" ایسا کہنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: "اللہ عزوجل کو ٹھگ لیتا ہوں" اور "اللہ عزوجل کو ٹھگ لیتا ہے۔" یہ دونوں کلمات صریح کفریات ہیں۔ان دونوں باتوں میں اللہ رب العٰلمین عزوجل کو دھوکہ کھاجانے والا مانا گیا ہے جو کہ اس کی شدید ترین توہین ہے اور اللہ عزوجل کی توہین کرنے والا کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔[207]

نفل نماز یا پڑوسی کا جنازہ:

سوال: نفل نماز پڑھنے اور پڑوسی کے جنازہ میں شرکت کرنے میں سے کونسی چیز افضل ہے؟

جواب: نفل نماز پڑھنے اور جنازہ پڑھنے میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہے لیکن اگر فوت ہونے والا پڑوسی، رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ میں شرکت کرنا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے جیسا کہ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے: واتباع الجنائز افضل من النوافل اذا کان لجوار أو قرابة أو صلاح مشهور "جنازہ میں شرکت کرنا افضل ہے جبکہ وہ جنازہ پڑوسی، رشتہ دار یا کسی مشہور نیک شخص کا ہو۔[208]

نوافل پڑھیں یا قضا نمازیں:

سوال: جس پر قضا نمازیں ہوں وہ نوافل پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

---

[207]:۔۔۔(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب: ص ۱۳۰)

[208]:۔۔۔(الفتاوی الهندیه: کتاب الصلوٰۃ: الباب الحادی والعشرون فی الجنائز: ج ۱: ص ۱۷۸)

جواب: قضا نمازوں کی اہمیت نوافل کے مقابلے میں زیادہ ہے لہٰذا نوافل کے اوقات میں نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھی جائیں جب یہ مکمل ہو جائیں تو اس کے بعد نوافل کی طرف رخ کیا جائے، چنانچہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی "بہار شریعت" میں لکھتے ہیں:

"قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔"[209]

نوافل کی جگہ قضا نمازیں پڑھنے والے کے بارے میں خلیلِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ رحمۃ الرحمن "سُنّی بہشتی زیور"، صفحہ 240 پر لکھتے ہیں:

"اور لو لگائے رکھے کہ مولا عزوجل اپنے کرمِ خاص سے قضا نمازوں کے ضمن میں ان نوافل کا ثواب بھی اپنے خزائنِ غیب سے عطا فرمادے، جن کے اوقات میں یہ قضا نمازیں پڑھی گئیں۔" واللہ ذوالفضل العظیم۔[210]

طلوعِ فجر سے پہلے سنت فجر:

سوال: ایک شخص اپنے گمان کے مطابق طلوع فجر سے پہلے دو رکعت نماز تہجد پڑھ رہا تھا کہ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ نفل طلوع فجر کے بعد پڑھے گئے ہیں کیا اب یہ فجر کی سنتیں پڑھے گا یا نہیں؟ نیز طلوع فجر سے پہلے سنت فجر پڑھنا کیسا؟

جواب: طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع میں شک ہو جب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے۔ چنانچہ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے:

---

[209]:۔۔۔(بہار شریعت: ج ۱: حصہ ۴: ص ۷۰۶ مکتبۃ المدینہ)

[210]:۔۔۔("سُنّی بہشتی زیور"، نفل نمازوں کا بیان، ص ۲۴۰)

وَلَا يَجُوزُ أَدَاؤُهُمَا قبل طُلُوعِ الْفَجْرِ وَلَوْ وَافَقَ شُرُوعُهُ فِيهِمَا طُلُوعَ الْفَجْرِ يَجُوزُ وَلَوْ شَكَّ في الطُّلُوعِ لَا يَجُوزُ "فجر کی سنتیں طلوع فجر سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں اور اگر طلوع کے ساتھ ساتھ شروع ہوں تو جائز ہے اور اگر طلوع میں شک ہو تو جائز نہیں۔[211]

جس آدمی نے اپنے گمان کے مطابق طلوع فجر سے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھی وہ تین حال سے خالی نہ ہو گا، طلوع فجر سے پہلے ایک رکعت پڑھ چکا ہو گا یا دونوں۔۔ یا۔۔ دونوں طلوع فجر کے بعد پڑھی ہونگیں۔ پہلی اور دوسری صورت میں فجر کی سنتیں پڑھنی پڑیگیں جبکہ تیسری صورت میں دونوں رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیگیں اس کے بعد سنتیں نہیں پڑھے گا۔ چنانچہ، "**بہارِ شریعت**" میں صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پیشتر (یعنی طلوعِ فجر سے پہلے) نماز نفل پڑھ رہا تھا، ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ فجر طلوع کر آئی تو دوسری بھی پڑھ کر پوری کر لے اور یہ دونوں رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں، اور اگر چار رکعت کی نیت کی تھی اور ایک رکعت کے بعد طلوع فجر ہوا اور چاروں رکعتیں پوری کر لیں تو پچھلی دو رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی۔[212]

جس آدمی کو طلوع فجر نہ ہونے کا گمان ہو اور حقیقت میں طلوع ہو گیا ہو، اس کے بارے میں مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی "**بہارِ شریعت**" جلد ا کے صفحہ ۶۶۴ پر تحریر فرماتے ہیں:

---

[211]:۔۔۔(الفتاویٰ الھندیہ: کتاب الصلاۃ: الباب التاسع فی النوافل: ج ا: ص ۱۱۲)

[212]:۔۔۔(بہارِ شریعت، ج ا: ص ۴۵۵)

دو رکعت نفل پڑھے اور یہ گمان تھا کہ فجر طلوع نہ ہوئی بعد کو معلوم ہوا کہ طلوع ہو چکی تھی تو یہ رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی اور چار رکعت کی نیت باندھی اور ان میں دو پچھلی طلوع فجر کے بعد واقع ہوئیں تو یہ سنت فجر کے قائم مقام نہ ہوں گی۔[213]

جماعت قائم ہو جائے تو کیا اس وقت سنتیں پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: جماعت قائم ہو گئی ہو تو کیا اس وقت سنتیں وغیرہ پڑھ سکتے ہیں؟ نیز اگر پہلے سے ہی سنتیں پڑھ رہے ہوں تو کیا کیا جائے؟

جواب: جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں سوا سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی، اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہو گا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصہ میں پڑھے، باہر کے حصہ میں ہو تو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ بُرا ہے۔

آج کل اکثر عوام اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اسی صف میں گھس کر شروع کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے اور اگر ہنوز (یعنی ابھی تک) جماعت شروع نہ ہوئی تو جہاں چاہے سنتیں شروع کرے خواہ کوئی سنت ہو۔ مگر جانتا ہو کہ جماعت جلد قائم ہونے والی ہے اور یہ اُس وقت تک سنتوں سے فارغ نہ ہو گا تو ایسی جگہ نہ پڑھے کہ اس کے سبب صف قطع ہو۔[214]

---

[213]:---(بہارِشریعت:ج ۱:ص۲۶۴)
[214]:---(بہارِشریعت:ج ۱؛ص۲۶۵)

دوران سنت فجر جماعت جانے کا خوف:

اگر سنت فجر میں جماعت جانے کا خوف ہو تو صرف واجبات پر اقتصار کرے، ثناء و تعوذ کو ترک کرے اور رکوع سجود میں ایک ایک تسبیح پر اکتفا کرے۔اور اگر دونوں فرض رکعتیں جانے کا خوف ہو تو سنتیں نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شامل ہو جائے۔ چنانچہ، "در مختار" میں ہے:

(وإذا خاف فوت) ركعتي (الفجر لاشتغاله بسنتها تركها وإلا) بأن رجا إدراك ركعة(لا) اور اگر فجر کی سنتوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے فجر کے فرضوں کی دونوں رکعتیں جانے کا خوف ہو تو سنتوں کو ترک کر دے اور اگر ایک رکعت بھی مل جانے کی امید ہو تو سنتیں ترک نہ کرے۔[215]

تنہا فرض شروع کئے کہ جماعت قائم ہو گئی:

تنہا فرض نماز شروع ہی کی تھی یعنی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ جماعت قائم ہونے سے مؤذن کا تکبیر کہنا مراد نہیں بلکہ جماعت شروع ہو جانا مُراد ہے، مؤذن کے تکبیر کہنے سے قطع نہ کریگا اگرچہ پہلی رکعت کا ہنوز (ابھی) سجدہ نہ کیا ہو۔اور نماز توڑنے کے لیے بیٹھنے کی حاجت نہیں کھڑا کھڑا ایک طرف سلام پھیر کر توڑ دے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جماعت قائم ہونے سے نماز قطع کرنا اس وقت ہے کہ جس مقام پر یہ نماز پڑھتا ہو وہیں جماعت قائم ہو، اگر یہ گھر میں نماز پڑھتا ہے اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی یا ایک مسجد میں یہ پڑھتا ہے دوسری مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم نہیں اگرچہ پہلی کا سجدہ نہ کیا ہو۔

فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اگرچہ دوسری رکعت پڑھ رہا ہو، البتہ دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب ان دو نمازوں میں توڑنے کی اجازت نہیں اور نماز پوری کرنے کے بعد بہ نیت نفل بھی ان میں شریک نہیں ہو سکتا کہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور مغرب میں اس وجہ سے کہ تین رکعتیں نفل کی نہیں اور مغرب میں اگر شامل ہو گیا تو برا کیا، امام کے سلام

---

[215] :۔۔۔(ردالمحتار: کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ: مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية: ج ۲: ص ۳۱۷)

پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملا کر چار کر لے اور اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی چار رکعت قضا کرے۔

چار رکعت والی نماز شروع کرکے ایک رکعت پڑھ لی یعنی پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو واجب ہے کہ ایک اور پڑھ کر توڑ دے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور دو پڑھ لی ہیں تو ابھی توڑ دے یعنی تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے، توڑے گا تو گنہگار ہو گا بلکہ حکم یہ ہے کہ پوری کرکے نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب پالے گا، مگر عصر میں شامل نہیں ہو سکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔ چنانچہ، "درمختار" میں ہے:

(شرع فيها أداء منفردا ثم أقيمت يقطعها قائما بتسليمة واحدة ويقتدي بالأمام إن لم يقيد الركعة الأولى بسجدة أو قيدها في غير رباعية أو فيها و ضم إليها أخرى وإن صلى ثلاثا منها) أي الرباعية (أتم) منفردا (ثم اقتدى) بالأمام (متنفلا ويدرک) بذلک (فضيلة الجماعة إلا في العصر) فلا يقتدي لكراهة النفل بعده "جب کوئی اکیلے ہی فرض نماز پڑھنے میں مشغول ہوا تو جماعت قائم ہو گئی وہ اس نماز کو قطع کر دے ایک سلام کے ساتھ اور امام کی اقتداء کرے جبکہ پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو یا **چار رکعتی نماز کے** علاوہ میں پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو یا سجدے میں ہو تو اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملا لے اور اگر چار رکعتی نماز میں سے تین پڑھ لی ہوں تو اکیلے ہی اس نماز کو مکمل کر لے اور پھر نفل کی نیت سے امام کی اقتداء کرے اور یوں اسے جماعت کی فضیلت مل جائے گی، عصر کی نماز میں نفل کی نیت سے اقتداء نہیں کرے گا کیونکہ عصر کے بعد نفل نماز مکروہ ہے۔

نفل نماز پڑھنے کے دوران جماعت قائم ہو گئی تو؟

اگر وقت میں گنجائش ہو اور اس وقت نوافل مکروہ نہ ہوں تو جتنے نوافل چاہے پڑھے اور اگر نماز فرض یا جماعت جاتی رہے گی تو نوافل میں مشغول ہونا ناجائز ہے۔ چنانچہ، "درمختار" میں ہے:

(وإذا أمن فوت الوقت تطوع) ما شاء (قبل الفرض وإلا لا) بل يحرم التطوع لتفويته الفرض "اور جسے وقت فوت ہونے سے امان ہو وہ فرضوں سے پہلے جتنے چاہے نفل پڑھ لے اور اگر امان نہ ہو تو فرض فوت ہو جانے کے خوف کی وجہ سے نفل نماز ناجائز ہے۔[216]

اور اگر کسی نے نفل شروع کیے تھے اور جماعت قائم ہو گئی تو قطع نہ کرے یعنی انہیں نہ توڑے بلکہ دو رکعت پوری کرلے، اگرچہ پہلی کا سجدہ بھی نہ کرلیا ہو اور اگر تیسری پڑھ رہا ہو تو چار پوری کرلے۔ جمعہ اور ظہر کی سنتیں کے بارے میں ہی ہے کہ اگر کوئی جمعہ کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ خطبہ شروع ہو گیا یا ظہر کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ جماعت شروع ہو گئی تو چار پوری کرلے۔ چنانچہ، "درمختار"میں ہے:

(والشارع في نفل لا يقطع مطلقا) ويتمه ركعتين (وكذا سنة الظهر و) سنة (الجمعة إذا أقيمت أو خطب الأمام) يتمها أربعا "نفل شروع کرنے والا انہیں قطع نہیں کرے گا اور دو رکعتیں مکمل کرے گا اسی طرح ظہر کی سنتیں اور جمعہ کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار پوری کرے۔[217]

ایک سلام کے ساتھ کتنے نوافل پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: دن میں ایک سلام کے ساتھ کتنے نوافل پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: دن میں چار جبکہ رات میں آٹھ رکعت نوافل ایک سلام کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں چنانچہ، "بہارِ شریعت "میں ہے: "دن کے نفل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار چار رکعت پر سلام پھیرے۔"[218]

چار رکعت نفل کی نیت کی اور پہلا قعدہ بھول گیا ہو تو؟

سوال: چار رکعت نفل کی نیت کی ہو اور پہلا قعدہ کرنا بھول گیا ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

---

[216]:۔۔۔("درمختار"و"ردالمحتار"،کتاب الصلاۃ،باب ادراک الفریضۃ:ج۲،ص ۶۱)
[217]:۔۔۔("درمختار"و"ردالمحتار"،کتاب الصلاۃ،باب ادراک الفریضۃ:ج۲،ص۵۳)
[218]:۔۔۔(بہارشریعت:ج۱،ص۶۶۷)

جواب: چار رکعت نفل پڑھے اور قعدہ اولیٰ فوت ہو گیا بلکہ قصداً (جان بوجھ کر) بھی ترک کر دیا تو نماز باطل نہ ہوئی اور بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو عود نہ کرے (یعنی قعدہ کرنے کے لئے واپس نہ لوٹے) اور سجدہ سہو کر لے نماز کامل ادا ہو گی، اگر تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری پر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہو گی اور اگر دو رکعت کی نیت باندھی تھی اور بغیر قعدہ کیے تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا تو عود کرے ورنہ فاسد ہو جائے گی۔[219]

چار رکعت نفل کی نیت کی اور دو پر سلام پھیر دیا تو؟

سوال: چار رکعت نفل نماز کی نیت باندھی لیکن دو پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: نفل نماز شروع کی اگرچہ چار کی نیت باندھی جب بھی دو ہی رکعت شروع کرنے والا قرار دیا جائے گا کہ نفل کا ہر شفع (یعنی دو رکعت) علیحدہ علیحدہ نماز ہے۔ اسی لئے اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفعِ اوّل یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت قضا واجب ہو گی مگر شفعِ ثانی توڑنے سے دو رکعت قضا واجب ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسری رکعت پر قعدہ کر چکا ہو ورنہ چار قضا کرنی ہوں گی۔ چنانچہ، "درمختار" میں ہے:

(وقضى ركعتين لو نوى أربعا ونقض في) خلال (الشفع الأول أو الثاني) أي وتشهد للأول وإلا يفسد الكل اتفاقا" اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی ہو اور پہلے شفع یا دوسرے شفع میں نماز توڑ دی ہو تو دو رکعتیں قضاء کرے گا جبکہ پہلا تشہد کیا ہو ورنہ تمام رکعتیں بالاتفاق فاسد ہو گئیں۔[220]

وتر کے بعد والے نوافل بیٹھ کر پڑھنے ہونگے کیا؟

سوال: سنا ہے وتر کے بعد والے نوافل بیٹھ کر پڑھنے چاہیے کیا یہ درست ہے؟

جواب: ایسی کوئی بات نہیں، جس آدمی میں کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے کی طاقت ہو اسے چاہیے کہ کھڑے ہو کر پڑھے کہ یہ افضل ہے اور اس میں دُگنا ثواب ہے۔ اور اگر کسی نے عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہو گی۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھا افضل ہے اور اس میں اُس حدیث سے

[219]:۔۔۔(عالمگیری؛ج ۱؛ص ۱۱۳، بہارِشریعت؛ج ۱؛ص ۶۶۷)

[220]:۔۔۔(درمختار:کتاب الصلاۃ:باب الوتر والنوافل:ج ۱؛ص ۱۱۳)

دلیل لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے۔ صحیح نہیں کہ یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مخصوصات میں سے ہے۔ جیسا کہ "**صحیح مسلم**" شریف کی حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، فرماتے ہیں:

حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ حُدِّثْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ قُلْتَ صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَى نِصْفِ الصَّلَاةِ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا قَالَ أَجَلْ وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ

مجھے خبر پہنچی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے۔ اس کے بعد میں حاضر خدمتِ اقدس ہوا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا، سرِ اقدس پر میں نے ہاتھ رکھا (کہ بیمار تو نہیں) ارشاد فرمایا: کیا ہے اے عبداللہ؟ عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو ایسا فرمایا ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں، فرمایا: "ہاں و لیکن میں تم جیسا نہیں۔"[221]

"**فتاوٰی شامی**" میں وتر کے بعد والے نوافل بیٹھ کر پڑھنے کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ حکم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے، فتاویٰ شامی کی عبارت یہ ہے:

أما النبي فيه خصائصه أن نافلته قاعدا مع القدرة على القيام كنافلته قائما "قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیٹھ کر نفل پڑھنا کھڑے ہو کر پڑھنے کی طرح ہی ہے۔[222]

نفل نماز کس انداز میں پڑھی جائے؟

[221]:۔۔۔(صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها: باب جواز لنافلة قائما وقاعداً۔۔۔الخ۔ حدیث ۱۲۱۴)
[222]:۔۔۔(الدر المختار ورد المحتار: کتاب الصلاۃ؛ باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل ستة عشرية، ج ۲، ص ۵۸۵)

سوال: نفل نماز کس کس انداز سے پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: نفل نماز کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور پڑھتے پڑھتے تھک جائے تو دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر پڑھی جاسکتی ہے، لیٹ کر نفل نماز جائز نہیں جب کہ عذر نہ ہو اور عذر کی وجہ سے ہو تو جائز ہے۔ کھڑے ہو کر شروع کی تھی پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہو گیا دونوں صورتیں جائز ہیں، خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھی ایک بیٹھ کر یا ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر۔ مگر دوسری صورت یعنی کھڑے ہو کر شروع کی پھر بیٹھ گیا اس میں اِختلاف ہے، لہٰذا بچنا اَولیٰ۔ نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھا کرتے ہیں مگر قراءت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں۔[223]

دل کی غفلت۔۔

سوال: نماز میں دل کی غفلت کا سبب کیا ہے؟ نیز اس سے کس طرح بچا جاسکتا ہے؟

جواب: نماز میں دل کی غفلت کے دو سبب ہیں (۱) ظاہری (۲) باطنی۔

ظاہری سبب تو یہ ہے کہ انسان ایسی جگہ نماز ادا کرے جہاں اسے کوئی چیز نظر آرہی ہو۔۔یا۔۔کوئی بات سن رہا ہو پھر دل اس چیز۔۔یا۔۔اس بات میں مصروف ہو جائے۔ کیونکہ دل آنکھ اور کان کے تابع ہوتا ہے۔ اس سبب کا علاج یہ ہے کہ وہ ایس جگہ نماز پڑھے جہاں اسے کوئی آواز سنائی نہ دے کسی تاریک جگہ پر نماز پڑھے تاکہ اس کی نظر کسی چیز پر پڑے ہی نہیں۔ حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما جب بھی نماز ادا کرنے لگتے تو اپنی تلوار اور دیگر ساز و سامان اپنے سامنے سے ہٹا لیتے تاکہ نگاہ ان میں مشغول نہ رہے۔

باطنی سبب اس سے مراد وہ خیالات اور تصورات ہیں جو دل کو پریشان رکھتے ہیں انہیں دل سے جدا کرنا انتہائی مشکل اور دشوار ہے انہیں دل سے علیحدہ کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

---

[223]:۔۔۔(ماخوذ از بہارِ شریعت: ج ۱، ص ۶۷۱)

1} بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ دل کچھ وقت کے لئے ان میں مشغول ہوتا ہے انسان پہلے اس کام سے فارغ ہونے کی کوشش کرے جس میں اس کا دل مصروف ہوتا کہ مکمل طور پر فارغ ہو کر نماز ادا کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمای: **اذا حضر العشاء والعشاء فابدؤ العشاء**۔ جب رات کا کھانا اور عشاء کی نماز دونوں بیک وقت آجائیں تو پہلے کھانا کھالیا کرو۔ یہ حکم تب ہے جب واقعی بھوک ایسی ہو کہ کھانا کھائے بغیر نماز پڑھی جائے گی تو نماز میں سارے کا سارا خیال کھانے کی طرف ہو گا۔

2} بعض خیالات ایسے امور کے متعلق ہوتے ہیں جو تھوڑی مدت میں پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتے۔۔یا۔۔ویسے ہی پراگندہ خیالات کا دل پر غلبہ ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ قرآن پاک کی آیات میں غور وفکر کرنا شروع کر دے یوں کہ جو چیز بھی نماز مین پڑھے اس کے معانی اور مفہوم پر غور کرنا شروع کر دے۔ یہ علاج ان خیالات کا ہے جو دل پر غالب نہیں ہوتے۔۔یا۔۔اس کام کی خواہشِ شدید نہیں ہوتی، لیکن اگر خواہش قوی ہو تو پھر اس کا خیال اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک انسان اس چیز کو ترک نہ کر دے جس کی وجہ سے یہ خیالات آرہے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کسی درخت کے نیچے بیٹھا ہے اور اس کی خواہش ہو کہ چڑیوں کا شور نہ ہو۔ وہ ڈنڈا پکڑ کر انہیں مارنے لگے وہ اڑ جائیں مگر کچھ دیر بعد دوبارہ آجائیں گی۔ اگر وہ چڑیوں سے مکمل نجات چاہتا ہے تو اس درخت کو جڑ سے ہی اکھیڑ دے۔ جب تک درخت رہے گا چڑیوں کا غلغلہ سنائی دیتا رہے گا اسی طرح جب تک اس شخص پر کسی کام کی خواہش غالب رہے گی تو ان خیالات سے چھٹکارہ ممکن نہیں۔[224]

شب بیداری کی راتیں:

سوال: شب بیداری کون کونسی راتوں میں مستحب ہے؟

[224]:۔۔۔(کیمیائے سعادت: ص ۱۳۳)

جواب: عیدین (یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ) اور پندرہویں شعبان کی راتوں اور رمضان کی اخیر دس راتوں اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے۔ عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشاء اور فجر دونوں جماعتِ اولیٰ سے ادا ہوں یعنی اگر ان راتوں میں جاگے گا تو نمازِ عید و قربانی وغیرہ میں دقّت ہو گی لہٰذا اسی پر اکتفاء کرے اور ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر ہے۔ ان راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید اور حدیث پڑھنا اور سننا اور درود شریف وغیرہ پڑھنا، غرض ذکر و عبادت میں مصروف رہنا شب بیداری ہے نہ کہ خالی جاگنا۔

قضاء عمری کی حقیقت:

سوال: رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں قضا عمری پڑھی جاتی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں بعض لوگ باجماعت قضائے عمری پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہو گئیں یہ باطل محض ہے۔[225]

جس کی نمازیں قضاء ہو گئیں ہوں اس چاہیے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں ۱۲ رکعت نفل پڑھے اس کی برکت سے قضاء نمازیں تو معاف نہیں ہونگیں مگر انہیں قضاء کرنے کا جو گناہ ملنا تھا وہ معاف ہو جائے گا چنانچہ ان نوافل کا طریقہ بیان کرتے ہوئے مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

" جمعۃالوداع کے ظہر و عصر کے درمیان بارہ رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت سے پڑھے۔ اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور ایک بار سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس پڑھے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں اس نے قضاء کر کے پڑھی ہو نگی۔ ان کے قضاء کرنے کا گناہ ان شاءاللہ عزوجل معاف ہو جائے گا یہ نہیں کہ قضاء نمازیں اس سے معاف ہو جائیں گی وہ تو پڑھنے سے ہی ادا ہو نگی۔"[226]

---

[225]:۔۔۔(ماخوذ از شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ: ج۷: ص۱۱۰)
[226]:۔۔۔(اسلامی زندگی: ص۱۰۵)

نفل روزوں کے چند احکام:

سوال: نفل روزوں کے متعلق چند اہم احکام بیان کر دیں۔

جواب: نفل روزوں کے متعلق چند اہم احکام درج ذیل ہیں:

۱:۔۔۔ماں باپ اگر بیٹے کو نَفْل روزے سے اِس لئے مَنْع کریں کہ بیماری کا اندیشہ ہے تو والدَین کی اطاعت کرے۔[227]

۲:۔۔۔شوہر کی اجازت کے بِغیر بیوی نَفْل روزہ نہیں رکھ سکتی۔[228]

۳:۔۔۔ نَفْل روزہ قَصْداً شروع کرنے سے پورا کرنا واجِب ہو جاتا ہے اگر توڑے گا تو قضاء واجِب ہو گی۔[229]

۴:۔۔۔ نَفْل روزہ جان بوجھ کر نہیں توڑا بلکہ بِلا اختیار ٹوٹ گیا مثلاً عورت کو روزہ کے دَوران حَیض آ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا مگر قضاء واجِب ہے۔[230]

۵:۔۔۔ نَفْل روزہ بِلا عُذر توڑنا ناجائز ہے۔ مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اُسے یعنی مہمان کو ناگوار گزرے گا۔ یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزِبان کو اَذِیّت ہو گی تو نَفْل روزہ توڑنے کیلئے یہ عُذر ہے بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قَضاء رکھ لیگا اور یہ بھی شَرْط ہے کہ ضَحْوہ کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔[231]

۶:۔۔۔والدین کی ناراضگی کے سبب عَصْر سے پہلے تک نَفْل روزہ توڑ سکتا ہے۔ بعدِ عَصْر نہیں۔[232]

227:۔۔۔(رَدُّالْمُحتار ج۳:ص۴۱۶)
228:۔۔۔(دُرِّمُخْتار، رَدُّالْمُحْتار ج۳:ص۴۱۵)
229:۔۔۔(دُرِّمُخْتار ج۳:ص۴۱۱)
230:۔۔۔(دُرِّمُخْتار ج۳:ص۴۱۲)
231:۔۔۔(دُرِّمُخْتار، رَدُّالْمُحْتار ج۳:ص۴۱۳)
232:۔۔۔(دُرِّمُخْتار، رَدّالْمُحْتار ج۳:ص۴۱۴)

۷:۔۔۔اگر کسی اسلامی بھائی نے دعوت کی توضحوۂ کبریٰ سے قبل روزہ نَفْل توڑ سکتا ہے مگر قضاء واجِب ہے۔[233]

۸:۔۔۔اِس طرح نِیَّت کی کہ "کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو ہے۔" یہ نِیَّت صحیح نہیں، بَہرحال روزہ دار نہیں۔[234]

۹:۔۔۔ملازِم یامزدور اگر نفلی روزہ رکھیں تو کام پُورا نہیں کر سکتے تو "مُستاجِر" (یعنی جس نے مُلازَمت یامزدوری پر رکھا ہے) کی اجازت ضَروری ہے۔اور اگر کام پورا کر سکتے ہیں تو اجازت کی ضرورت نہیں۔[235]

۱۰:۔۔۔حضرتِ سَیِّدُنا داود علیٰ نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصّلوٰۃ وَالسَّلام ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھتے تھے۔اس طرح روزے رکھنا "صَومِ داودی" کہلاتا ہے اور ہمارے لئے یہ افضل ہے۔ جیسا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

افضل روزہ میرے بھائی داود (علیہ السلام) کا روزہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دِن نہ رکھتے اور دشمن کے مقابلے سے فرار نہ ہوتے تھے۔"[236]

۱۱:۔۔۔حضرتِ سَیِّدُنا سُلَیمان عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام تین دن مہینے کے شروع میں، تین دن وَسْط میں اور تین دن آخِر میں روزہ رکھا کرتے تھے اور اس طرح مہینے کے اَوائِل، اَوَاسط اور اَواخِر میں روزہ دار رہتے تھے۔[237]

۱۲:۔۔۔سارا سال روزے رکھنا مکروہِ تنزیہی ہے۔[238]

اختتام: بروز جمعۃ المبارک ۵ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۴ اپریل ۲۰۱۵ء۔رات 11:12

---

[233]:۔۔۔(دُرِّمُختار ج ۳:ص ۴۱۴)
[234]:۔۔۔(عالمگیری ج ۱:ص ۱۹۵)
[235]:۔۔۔(دُرِّمُخْتار ج ۳:ص ۴۱۶)
[236]:۔۔۔(جامعِ ترمذی ج ۲:ص ۱۹۷:حدیث ۷۷۰)
[237]:۔۔۔(کَنْزُالْعُمّال ج ۸:ص ۳۰۴:حدیث ۲۴۶۲۴)
[238]:۔۔۔(دُرِّمُخْتار ج ۳:ص ۳۳۷)

فہرست